عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۲۱ تا ۲۹ / جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ / مارچ ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۱۲

اچھے معاشرتی اخلاق اپنائیے

آسان عربی سیکھیے

اپریل فول کی تاریخی و شرعی حیثیت

تحریکِ انسدادِ سُود کی سرگرمیاں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

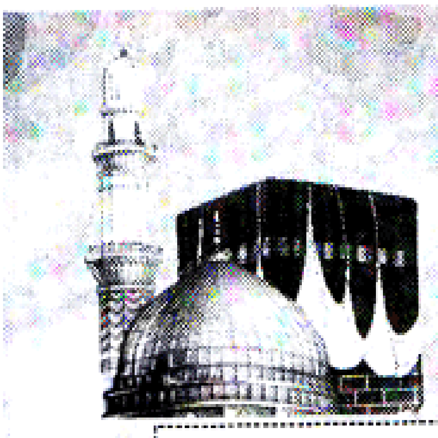

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

معصوم بچے کی پرورش کا حق

شاہد احمد، کراچی

س:...... میری بہن کو تین طلاق ہوگئی ہے، طلاق دینے سے پہلے ۶ ماہ کا حمل تھا، اب نہ وہ حق مہر دے رہے ہیں اور نہ بچہ دے رہے ہیں۔ پیدائش کے بعد ایک دن کے بچہ کو صرف چہرہ دکھا کر اٹھالے گئے اور بدمعاشی کررہے ہیں، بتایئے اتنے معصوم بچے کی پرورش کا کس کو حق ہے؟ ماں کو یا باپ کو؟ بچے سے ملاتے بھی نہیں ہیں، میری بہن بہت پریشان ہے۔ براہ مہربانی ہمیں بچہ اور اس کا خرچہ دلوایا جائے۔

ج:...... صورت مسئولہ میں اگر واقعتاً شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہیں تو یہ بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوچکی ہے۔ شوہر کے ذمہ لازم ہے کہ پہلے وہ اپنی سابقہ بیوی کا مکمل مہر ادا کرے اور پھر اپنے بیٹے کا مکمل خرچ اٹھائے، بیٹے کے نان نفقہ کی مکمل ذمہ داری باپ پر عائد ہوتی ہے۔ اگر باپ یہ ذمہ داری اٹھانے سے گریز کرے تو عدالت کے ذریعے سے بچہ کا خرچہ طلب کیا جائے۔ عدالت جو خرچہ بھی متعین کرے، باپ کے ذمہ ہر ماہ وہ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر وہ ہر ماہ نہ دے تو ایسی صورت میں یہ خرچ باپ کے ذمہ قرض ہوگا اور اسے وہ ہر حال میں دینا ہوگا۔ باقی بچہ چونکہ ابھی چھوٹا ہے، اس لئے شرعاً باپ بچہ کی عمر سات سال ہوجانے سے پہلے ماں سے زبردستی لے کر اپنی کسٹڈی میں نہیں لے سکتا۔ سات سال تک باپ کو انتظار کرنا ہوگا، اس کے بعد بچہ کو اپنی کسٹڈی میں لے سکتا ہے، مگر ماں ہو یا باپ دونوں میں سے کسی کو بھی شرعاً اجازت نہیں کہ ایک دوسرے کو بچہ سے ملنے سے روکے۔ ایسا کرنا ماں باپ دونوں کے لئے ناجائز وحرام ہے، ظلم وزیادتی ہے اور یہی حکم ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو اس معاملہ میں ان کا ساتھ دیں گے۔ سات سال کی عمر ہوجانے کے بعد باپ کے لئے بچہ کو لینے کی شریعت نے اجازت اس لئے دی ہے تاکہ باپ اپنے بچہ کی تربیت صحیح اور اسلامی طریقہ پر کرسکے۔ باپ کا ڈر اسے غلط راستوں پر چلنے سے روکے گا، جبکہ ماں کے رویئے میں محبت اور پیار ہی پیار ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچے کے ضدی اور بگڑنے کا امکان ہوتا ہے، مگر چھوٹے بچوں کو ماں کی ممتا کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے سات سال کی عمر تک ماں کو اسے اپنے پاس رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ سات سال کی عمر سے پہلے باپ، دادا، دادی یا خاندان کے دوسرے لوگوں میں سے کسی کو بھی ماں سے بچہ چھیننے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، ایسا کرنا انتہائی ظلم اور زیادتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہے اور اس کی سزا دنیا و آخرت میں ان سب لوگوں کو ملے گی جو اس جرم میں شریک ہوں گے۔ اس لئے فوراً ہی معصوم بچہ کو ماں کے حوالہ کیا جائے اور باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچہ کی مکمل ضروریات کا خیال رکھے اور عاقل وبالغ ہوجانے تک اس کا خرچ اٹھائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۲۱تا۲۹؍جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳تا۳۱؍مارچ ۲۰۱۴ء — شمارہ:۱۲

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

قادیانیوں کی پشت پناہی کیوں؟	۴	محمد اعجاز مصطفی
اپریل فول کی تاریخی وشرعی حیثیت	۶	مولانا مرغوب الرحمٰن مظاہری
تحریک انسداد سود کی سرگرمیاں	۹	مولانا زاہد الراشدی
اچھے معاشرتی اخلاق اپنایئے!	۱۱	مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!(۴)	۱۳	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مدارس اسلامیہ...روشنی کے مینار(۲)	۱۷	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
آسان عربی سیکھئے!	۲۰	مولوی الیاس عباسی
سہ روزہ ختم نبوت کورس فیصل آباد	۲۲	رپورٹ مولانا عبدالرشید غازی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب،

متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفی

قادیانیوں کی پشت پناہی کیوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے، اگر یہ عقیدہ محفوظ ہے تو دین اسلام کے تمام فرائض وارکان نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور جہاد بھی محفوظ ہیں اور ان کی ادائیگی وتعمیل میں اجر وثواب ملتا ہے اور اگر یہ عقیدہ محفوظ نہیں تو اسلامی احکام وفرائض اور واجبات ومستحبات سمیت کسی بھی عمل کی کوئی حقیقت وحیثیت نہیں۔

اس لئے کہ منافقین بھی اسلام والا کلمہ پڑھتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے، خواہی نخواہی جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے لیکن اس سب کچھ کرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور آخری نبی نہیں مانتے تھے، یعنی ان کے دلوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض وعداوت اور کینہ بھرا رہتا تھا، جس کا وقتاً فوقتاً اظہار ہو جاتا تھا، اسی لئے قرآن کریم نے شہادت دی کہ:

”اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا ٥ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا ٥ “

(النساء:۱۴۲، ۱۴۳)

ترجمہ: ”البتہ منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا، اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہارے جی سے لوگوں کے دکھانے کو، اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر تھوڑا سا، ادھر میں لٹکتے ہیں دونوں کے بیچ، نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ پاوے گا تو اس کے واسطے کہیں راہ۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اور ان منافقین کی اخروی سزا کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم گواہی دیتا ہے:

”اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا ٥ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ.....“

(النساء:۱۴۵، ۱۴۶)

ترجمہ: ”بے شک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے، اور ہرگز نہ پاوے گا تو ان کے واسطے کوئی مددگار، مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص حکم بردار ہوئے اللہ کے، سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ۔“ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد اس کے ماننے والے خواہ اس کو نبی مانتے ہوں یا مجدد یعنی قادیانی گروپ ہو یا لاہوری گروپ ہر ایک عبداللہ بن ابی منافق اور اس کی پارٹی کے منافقین کا کردار ادا کر رہے ہیں، اس لئے کہ یہ ظاہراً کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا پرچار کرتے ہیں جس کو دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ بھی تو مسلمانوں کی طرح عبادت کرتے ہیں، حالانکہ ان کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں، کیونکہ ہر عاقل اور باشعور آدمی بخوبی جانتا ہے کہ نبی کے بدلنے سے امت بدل جایا کرتی ہے۔ یہودی بھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں، کوئی ان کو صابی یا گزشتہ انبیاء کی امت نہیں کہتا، عیسائی ہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہیں ہر ایک ان کو عیسائی کہتا ہے، کوئی ان کو یہودی نہیں کہتا۔

اسی طرح مسلمان کہتے ہی اس کو ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور آپ کی ختم نبوت کا عقیدہ رکھتا ہے، کوئی بھی عقل منداور ذی ہوش آدمی ایسے عقیدہ رکھنے والے شخص یا فرد کو یہودی یا عیسائی نہیں کہتا۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان کا عیسائیت یا یہودیت سے کوئی تعلق نہیں، اگر چہ مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانتے ہیں۔

یہ بات امت مسلمہ قادیانی کافروں سے کہتی ہے کہ جب تم نے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم کرلیا ہے تو پھر تمہارا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، تم قادیانی کہلاؤ، تم غلامی کہلاؤ، تم مرزائی کہلاؤ یا لاہوری، تم سب کچھ ہو سکتے ہو، لیکن اسلام اور مسلمانوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن یہ جن کے ایجنٹ ہیں جن کے خود کاشتہ پودے ہیں، جن کے لئے ان کے دل دھڑکتے ہیں وہ آج بھی ان کو مسلمان باور کرانے کے درپے ہیں اور اس کے لئے نئی صف بندی کررہے ہیں کہ ہم قادیانیوں کو مسلمان منوا کر رہیں گے، جن اسلامی ممالک میں ان کو غیر مسلم ڈیکلیئر کیا گیا ہے، ان ممالک سے ایسے قوانین ختم کرائیں گے اور صحیح معنی مسلمان یہ قادیانی ہیں ان میں اور مسلمانوں میں صرف نبوت اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت وحیات کا اختلاف ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اس کی تفصیل درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

''اسرائیل نواز امریکی ارکان کانگریس نے ''مسلم احمدیہ کاکس'' کے نام سے قادیانیوں کی سپورٹ کے لئے گروپ بنالیا ہے۔ جس کے ذریعے پاکستان، سعودی عرب اور انڈونیشیا سمیت دنیا بھر میں امتناع قادیانیت کے قوانین ختم کروانے اور قادیانیوں کو ایک عام مسلمان کا مقام دلانے کی مذموم کوششوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ گروپ نے زہریلا موقف اپناتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی اسلام کے سارے اصولوں کو مانتے ہیں۔ صرف نبوت کے معاملے پر اختلاف ہے، لہٰذا ان سے اقلیتی سلوک پر امریکا خاموش نہیں بیٹھے گا۔ اس گروپ کو امریکی صدر کی حمایت بھی حاصل ہے۔ امریکی میڈیا، کانگریس کی ویب سائٹس اور امریکا میں مسلم سوسائٹی کے ذمہ داران سے دستیاب معلومات کے مطابق امریکا میں قادیانیوں کی جاری حمایت کو بڑھانے اور ان کی مدد کو قانونی شکل دینے کی خاطر امریکی کانگریس میں ایک کاکس گروپ تشکیل دیا گیا ہے، جس کی قیادت ری پبلکن رکن کانگریس فرینک وولف اور ڈیموکریٹ خاتون رکن کانگریس جیکی اسپئیر کررہے ہیں۔ شریک چیئرمین فرینک وولف کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ریاست ورجینیا کے رکن ہیں اور طویل عرصہ سے رکن کانگریس چلے آرہے ہیں۔ ان کی شہرت مسلم دشمن رکن کانگریس کی ہے۔ ماضی میں وہ اسرائیل کی اسپانسرڈ قانون سازی میں پیش پیش رہے ہیں۔ عراق پر عسکری قرارداد انہوں نے پاس کرائی تھی۔ ۲۰۱۰ء میں اسرائیلی دہشت گردی کو قانونی جواز فراہم کرنے اور اس حملے کی حساس تحقیقات رکوانے کی قانون سازی میں بھی وولف نے اہم کردار ادا کیا تھا، جبکہ خاتون ڈیموکریٹ رکن ۲۰۰۸ء میں کانگریس میں آئیں۔ ان کے والد جرمنی کے یہودی تھے جو فرار ہوکر امریکا آئے اور خود بھی امریکا کی نیشنل کونسل آف جیوش وومن کی رکن رہی ہیں۔ قادیانیوں کے کاکس گروپ کے علاوہ وہ امریکا میں ہم جنس پرستوں کی شادی کی حمایت میں بننے والی تنظیم کی بھی رکن ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ گزشتہ دنوں امریکا میں قادیانی گروپ کاکس کے پہلے اجلاس میں قادیانی جماعت کے سربراہ برائے امریکا نسیم علوی بھی شریک ہوئے۔ اجلاس میں نسیم علوی نے ہرزہ سرائی کی کہ قادیانی اسلام کے سارے اصول مانتے ہیں اور پُرامن مسلمان ہیں۔ صرف نبوت اور مسیحا کے معاملہ میں اختلاف ہے، اس پر کانگریس مین وولف نے کہا کہ امریکا اس معاملے پر قادیانیوں کی مدد کرنے کا پابند ہے اور اب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کے خلاف کارروائیوں پر خاموش نہیں بیٹھے گا، وولف نے یہ بھی کہا کہ سالانہ ناشتہ کی قومی دعائیہ تقریب میں امریکی صدر اوباما بھی قادیانیوں کے لئے اپنی حمایت کا اعلان کرچکے ہیں اور کانگریس کی اسپیئر نینی پلوس بھی اس کاکس کی حمایت کرتی ہیں۔ اس لئے یہ ایک اچھی خبر ہے کہ امریکی متفقہ طور پر ان کی حمایت کررہے ہیں اور اب پاکستان، انڈونیشیا اور سعودی حکومت پر دباؤ ڈال کر

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

اپریل فول کی تاریخی وشرعی حیثیت

مولانا مرغوب الرحمن مظاہری

اسلام ایک فطری مذہب ہے، اس نے ہر اس چیز کا پورا پورا خیال رکھا ہے جس کی ضرورت انسانی فطرت کو ہوتی ہے اور ہر اس شئ سے رکنے اور باز رہنے کی تلقین کی ہے جس سے دینی یا دنیوی نقصان ہوتا ہو اور دوسری قوموں کی نقالی کرنے اور ان کی اندھی تقلید کرنے سے قطعاً منع کیا ہے، آج ہماری قوم پر مغربیت کا ایسا جنون طاری ہے کہ ہر ہر معاملہ میں بے سوچے سمجھے اغیار کی اندھی تقلید کو اپنے لئے ذریعہ نجات و معراج سمجھتی ہے، حالانکہ محسن انسانیت رحمۃ للعالمین ہمارے آقا و مولی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے جگہ جگہ اور قدم قدم پر مکمل رہنمائی فرمائی ہے اور ہمیں کسی طرح بھی تشنہ گام نہیں چھوڑا اور کہیں بھی ایسا موقع نہیں دیا کہ ہم کو رہنمائی و رہبری کے لئے دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پڑے۔

مغرب کی اندھی تقلید میں آج ہم نے ''اپریل فول'' کو اپنی تہذیب کا ایک حصہ بنالیا ہے، ہم نے یہ نہیں دیکھا اس کے پیچھے کیا کیا خرابیاں کارفرما ہیں، بس بے سوچے سمجھے غیر مہذب قوم کی پیروی میں لگ گئے، آیئے ان خرابیوں سے پردہ اٹھاتے ہیں اور مورخین کی مختلف آراء کا جائزہ لیتے ہیں۔

بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سولہویں صدی عیسوی تک سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اور اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا ہے، شاید اسی یونانی نام سے مشتق کر کے اپریل مہینے کا نام رکھا گیا۔ (برٹانیکا)

بعضوں کا خیال یہ ہے کہ یکم اپریل کو سال کی پہلی تاریخ ہوا کرتی تھی اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس بھی وابستہ تھا اس لئے لوگ اس دن کو جشن مسرت کے طور پر مناتے تھے اور ہنسی مذاق اور کھیل کود کرتے، رفتہ رفتہ اسی نے ''اپریل فول'' کی شکل لے لی۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ۲۱ مارچ سے موسم میں تبدیلی آنی شروع ہوتی ہے بعض لوگوں نے اس تبدیلی کو اس طرح تعبیر کیا کہ اوپر والا ہمارے ساتھ ہنسی مذاق کر کے ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے، کیوں نہ ہم بھی ایک دوسرے کو بیوقوف بنائیں، اس طرح انہوں نے ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کردیا۔ (برٹانیکا)

ایک وجہ انسائیکلو پیڈیا لاروس نے بڑے وثوق کے ساتھ پیش کی ہے اور اس کے صحیح ہونے پر دلائل و شواہد پیش کیے ہیں، یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق و استہزاء کیا اور رخسار مبارک پر چپت لگائے، آنکھیں بند کرا کر پوچھتے کہ الہام کے ذریعہ بتا کہ کس نے مارا، آپ پر طعن و تشنیع کرتے اور آپ کو ذلیل کرتے، لوقا کی انجیل میں اس کو یوں بیان کیا:

''اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت (الہام) سے بتا تجھے کس نے مارا اور انہوں نے طعنہ اور بھی بہت سے باتیں اس کے خلاف کہیں'' (۲۲:۶۳-۶۵)

آگے یہ بھی مذکور ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرداران یہود اور قوم کے بزرگوں کی عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا پھر ان کو پیلاطس کی عدالت میں لے گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا پھر پیلاطس نے ان کو ہیرودیس کی عدالت میں بھیج دیا، ہیرودیس نے پھر ان کو پیلاطس کی عدالت میں بھیج دیا۔

لاروس لکھتے ہیں کہ عیسیٰ کی ایک عدالت سے دوسری عدالت میں منتقلی بھی ان کا ٹھٹھہ اور مذاق اڑانے کے لئے تھی۔

روم میں اسے (اپریل کو) فیسٹول آف ہیلاریا (Festival of Hilaria) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ہیلاریا، رومی قصے کہانیوں میں ہنسی مذاق کی علامت تھی، جب کہ اس کو رومن لافنگ ڈے کہتے ہیں، پرتگالی لوگ اس کو ''فول ڈے'' کے نام سے جانتے ہیں اور اسپین میں اپریل کو ''کویل کا مہینہ'' مانا جاتا ہے، اس لئے اپریل فول بننے والے شخص کو ''کوکو'' کہا جاتا ہے، جب کہ دنیا کی دیگر جگہوں میں اس کو ''اپریل فول'' کے نام سے پکارتے ہیں۔

بہر حال ''اپریل فول'' کا جو بھی پس منظر رہا ہو بہر صورت کسی نہ کسی صورت انسانیت دشمنی کے واقعہ سے جڑا ہوا ہے، مسلمانوں کے لئے یہ قبیح رسم اس لئے

بھی مزید بری ہے کہ یہ بہت سے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے:

(۱) گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت اختیار کرنا، (۲) صریح جھوٹ بولنا، (۳) گناہ کبیرہ کو حلال اور جائز سمجھنا، (۴) خیانت کرنا، (۵) دھوکہ دینا، (۶) دوسروں کو اذیت پہنچانا، (۷) ایک ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اصل بت پرستی یا توہم پرستی یا کسی پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ ''اسلام'' نے ہماری اس سلسلہ میں کیا رہنمائی فرمائی ہے۔

معلم انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوم کے رسم ورواج، جشن وتہوار، عادات واطوار کو اپنانے والے کو اپنے مذہب سے نکل کر انہیں کے مذہب میں داخل ہونے کے مترادف قرار دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

''من تشبہ بقوم فھو منہ۔''

(ابوداؤد، مسند احمد)

ترجمہ: ''جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔''

ایک دوسری حدیث پاک میں فرمایا:

''لیس منا من تشبہ بغیرنا، لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاری۔''

(ترمذی ج۲ ص۹۹، باب السلام)

ترجمہ: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے علاوہ (دیگر اقوام) کے طریقہ کی مشابہت اختیار کرے تم یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار مت کرو۔''

پس جو شخص زندہ ضمیر رکھتا ہے، آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شمار ہونا چاہتا ہے تو یقیناً ایسی باتوں سے بالکلیہ پرہیز کرنا چاہئے نہیں تو کل انجام بد کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی تصنیف ''اقتضاء الصراط المستقیم'' میں غیروں کی مشابہت اختیار کرنے کے ممنوع ہونے کی متعدد وجوہات بیان فرمائی ہیں، چند ایک کو ذکر کیا جاتا ہے۔

کفار کی نقل اور پیروی کرنے سے آدمی خود بخود صراط مستقیم کی پیروی سے ہٹ جاتا ہے۔

ان کی پیروی کرنے سے ان کے قول وعمل سے ہم آہنگی اور قلبی موانست پیدا ہوجاتی ہے جو سراسر ایمان کے منافی ہے۔

کفار کی مشابہت پر جمے رہنے سے خود شریعت مطہرہ سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے اور ایمان کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور آوارگی بے حیائی اور جنسی بے راہ روی عام ہوجاتی ہے۔

مسلمانوں کی اس نقالی سے کفار دلی خوشی محسوس کرتے ہیں اور اپنے کفر پر مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا عقائد وعبادات اور جشن وتہوار میں غیر مسلم اقوام کی نقالی ناجائز وحرام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں شرکت سے اجتناب کرو۔'' (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا قول ہے جس نے مشرکین کے نو روز و مہر جان (تہواروں) کے جشن منائے اور اسی حالت میں موت آگئی تو قیامت کے روز انہیں میں سے اٹھایا جائے گا۔ (مسند احمد)

دوسرا گناہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ کا ارتکاب کیا جاتا ہے بلکہ صریح جھوٹ بولا جاتا ہے قرآن وحدیث میں جھوٹ کی حد درجہ مذمت بیان کی گئی ہے، قرآن کریم میں دسیوں مقام پر جھوٹ کی قباحت بیان فرمائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ شانہ نے جہاں شرک اور بت پرستی سے منع فرمایا ہے وہیں جھوٹ سے بھی بچنے کا حکم دیا، جھوٹ بولنے کو منافق کی علامت قرار دیا۔ (منافقون:۱) حدیث شریف میں اس طرح بیان کیا:

''آیة المنافق ثلاث، اذا حدث کذب، واذا وعد اخلف، واذا اؤتمن خائن۔'' (بخاری، مسلم)

ترجمہ: ''منافق کی تین (خاص) نشانیاں ہیں جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اسے امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے۔''

رحمة للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے کو ممنوع فرمایا بلکہ ایسے شخص کے لئے تین مرتبہ بد دعا فرمائی فرمایا، ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد میں روایت موجود ہے کہ: ''بربادی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے، اس کے لئے بربادی ہے، اس کے لئے بربادی ہے۔''

تیسرا گناہ یہ ہے کہ اس دن جھوٹ بولنے اور کذب بیانی کو جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ لائق تحسین اور قابل فخر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ العزیز نے تصریح فرمائی ہے کہ جھوٹ کو اگر گناہ سمجھ کر بولا جائے تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر اس کو جائز وحلال سمجھ کر بولا جائے تب تو اندیشہ کفر ہے۔

چوتھا گناہ اس میں دھوکہ دینا بھی ہے، اس کو بھی فقہائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے، دھوکہ دینے والے کے متعلق محسن انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کے الفاظ فرمائے ہیں:

''من غشنا فلیس منا۔'' (مسلم)

ترجمہ: ''جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔''

پانچواں گناہ: اس میں خیانت جیسی ممنوع حرکت کا بھی ارتکاب کیا جاتا ہے، جس کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے، محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"کبرت خیانة أن تحدث أخاک حدیثاً ھولک بہ مصدق وأنت بہ کاذب۔" (ابوداؤد/۳۳۳)

ترجمہ: "بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھتا ہو، حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔"

خیانت کو حدیث پاک میں منافق کی علامت بھی قرار دیا، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

چھٹا گناہ ایسے واقعہ کی یادگار منانا جس کی اساس و بنیاد بت پرستی یا توہم پرستی یا کسی پیغمبر کی ذات مقدس کے ساتھ گستاخانہ مذاق پر ہے، یہ تینوں ہی عظیم تر گناہ ہیں، بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے سے کفرو ضلال کے گڑھے میں چلے جانے کا خوف ہے۔

ساتواں گناہ اس میں یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایذا پہنچائی جاتی ہے، یہ بھی گناہ کبیرہ ہے، قرآن پاک میں ہے کہ:

"وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔" (الاحزاب:۵۸)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ ناحق ایذا پہنچاتے ہیں، مومن مردوں اور عورتوں کو انہوں نے بہتان یعنی بڑا گناہ اٹھایا۔"

حدیث پاک میں اس کی شناعت کو اس طرح بیان فرمایا گیا:

"المسلم من سلم المسلمون بلسانہ ویدہ۔" (مسلم/۱/۴۸)

ترجمہ: "کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی ایذا) سے عام مسلمان محفوظ رہیں۔"

اپریل فول تہذیب جدید کے عنوان سے آج مسلمانوں میں بھی منایا جانے لگا ہے، جبکہ اس کے پیچھے وہی ذہنیت اور اسلام دشمنی کارفرما ہے جو ازل سے اسلام کے دشمنوں کا شیوہ رہی ہے۔

مغرب کی اندھی تقلید میں جدید تہذیب وتمدن اپنانے کی حرص میں کہیں ہمارا دین وایمان نہ غارت ہو جائے، خدارا!! اس پر غور کریں۔ ☆☆

مفکر ختم نبوت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے تبلیغی وتنظیمی اسفار

ساہیوال (رپورٹ! قاری محمد اصغر عثمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی جنرل سیکرٹری مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۷/مارچ کو جماعتی وتبلیغی دورہ پر ساہیوال تشریف لائے۔ مجلس کے مقامی راہنماؤں مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری عبدالجبار، مولانا عبدالحکیم نعمانی، رانا محمد آصف سعید، محمد اسلم بھٹی اور جامعہ رشیدیہ وجامعہ علوم شرعیہ کے طلباء اور اساتذہ نے بھرپور استقبال کیا۔ جماعتی امور کا سرسری جائزہ لیا اور مقامی مجلس کی کارکردگی کو سراہا۔ کارکنان ختم نبوت سے دعوتی پروگراموں پر مشاورت وملاقات سے فراغت پر آپ جامعہ محمدیہ کوٹ 85-6-R میں مختصر قیام کے بعد فرید ٹاؤن تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ اسکیم نمبر2 میں جمعۃ المبارک کے پرشکوہ اجتماع سے خطاب فرمایا۔ بیان میں اصلاح معاشرہ کے ساتھ تحفظ ناموس رسالت اور عظمت صحابہؓ اور مناقب ختم نبوت کا موضوع نمایاں تھا۔ شرکاء کو جدید وقدیم فتنوں سے بچنے کی تلقین کی۔ سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر مجاہدین ختم نبوت کے حالات وواقعات کی سماعت سے ایمانی حلاوت اور باطنی روحانیت محسوس کی۔ اور شہداء ختم نبوت کے معطر تذکروں سے اپنے ایمانوں کو تروتازہ کیا۔ خطبہ ونماز جمعۃ المبارک کے بعد بھائی محمد شہزاد کی ضیافت کو شرف قبولیت بخشا۔ وہاں پر آپ نے کارکنوں کو چند نصائح ارشاد فرمائیں۔ خود اعتمادی، دوستانہ روابط، باہمی دلی احترام کا رشتہ قائم کرنے اور محاذ ختم نبوت کی مضبوطی کے لئے تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے پر زور دیا۔ اکابرین علماء دیوبند کے تذکار وملفوظات سے ضیافتی نشست کشت زعفران کا روح پرور منظر پیش کررہی تھی۔ بعدازاں جامع مسجد طوبیٰ پاک ایونیو کالونی میں حافظ نذیر احمد کی دختر اور مولانا حسین احمد کی ہمشیرہ کے عقد نکاح کی تقریب میں شرکت کی اور دلہا کامران علی سے اس کا نکاح پڑھایا۔ آپ نے نماز عصر جامع مسجد الحبیب طارق بن زیاد کالونی میں مولانا عبدالغفار قاسم کی امامت میں ادا کی اور مسئلہ شفاعت کے عنوان پر درس حدیث ارشاد فرمایا۔ یہاں پر جناب عبدالحفیظ گوریجہ، مولانا پروفیسر مسعود الحسن رشیدی، پروفیسر محمد افضل اور قاری نصیر احمد سمیت کالونی کے تمام مقامی عہدیداران موجود تھے۔ طارق بن زیاد کالونی سے واپسی پر چک 82-6-R کے قریب مسجد نائب خان میں تشریف لائے۔ مسجد کے منتظمین قاری عبدالجبار اور ہم فکر احباب نے مسجد کی دعائیہ تقریب کے قابل تعریف انتظامات کر رکھے تھے۔ علاوہ ازیں مغرب کی نماز کے بعد جامعہ محمدیہ کوٹ 85-6-R میں روحانی اجتماع سے خطاب کیا۔ نقابت کے فرائض قاری عبدالجبار نے ادا کیے۔ پھر آپ نے مدرسے سے فارغ التحصیل طلباء کے سروں پر دستار فضیلت سجائی اور تکمیل حفظ القرآن پر انہیں دینی کتابوں کا منتخب سیٹ بھی عطا فرمایا۔ رات کا قیام جامعہ محمدیہ میں رہا۔ ۸/مارچ کو فرید ٹاؤن میں بھائی عبیداللہ عابد کی طرف سے دیے گئے اعزازیے میں شریک ہو کر ملتان کے سفر کے لئے عازم ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں نے آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کرنے کے عزم کا اعادہ کیا۔

تحریک انسداد سود کی سرگرمیاں

مولانا زاہد الراشدی

۴؍ مارچ کو قومی اسمبلی میں سودی نظام کے بارے میں بحث ہوئی اور مختلف ارکان نے اس سلسلہ میں کھل کر اظہار خیال کیا۔ یہ بحث صاحبزادہ محمد یعقوب کی پیش کردہ اس قرارداد کے ضمن میں ہوئی جس میں کہا گیا ہے کہ سرکاری ملازمین کو بلاسود قرضے فراہم کئے جائیں، جبکہ وزارت خزانہ کے پارلیمانی سیکرٹری رانا محمد افضل خان نے قرارداد کی مخالفت کی۔ بحث میں حصہ لینے والوں میں صاحبزادہ طارق اللہ، شیر اکبر خان، عائشہ سید، جمشید دستی، قیصر احمد شیخ، قاری محمد یوسف، علی محمد خان اور نعیمہ کشور خان شامل ہیں۔ مقررین نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ قرآن وسنت اور دستور پاکستان میں سودی نظام کی مخالفت کی گئی ہے اور پاکستان کو سودی نظام سے پاک کرنا حکومت کی شرعی و دستوری ذمہ داری ہے یہ قرارداد اگرچہ منظوری کے بغیر ہی نمٹا دی گئی، لیکن اس سے چند روز قبل قومی اسمبلی ایک قرارداد منظور کر چکی ہے، جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں قانون سازی کے اہتمام کے لئے کہا گیا ہے اور ان سفارشات میں سودی نظام کا خاتمہ بھی شامل ہے۔ ان قراردادوں کی حیثیت اگرچہ اخلاقی اور سفارشی ہوتی ہے لیکن اس سے عوام کے منتخب نمائندوں کے رجحانات کا ضرور اندازہ ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام اور اس کے نمائندے کسی مسئلے کے بارے میں کیا سوچتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟

سود کو قرآن وسنت میں قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے اور دستور پاکستان میں بھی کہا گیا ہے کہ ملک کو سودی نظام سے جلد از جلد نجات دلائی جائے گی، اس لئے اس مسئلہ پر بار بار عوامی رائے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اس سے ان بین الاقوامی اور بعض سیکولر قومی حلقوں کے اس بہانہ کا جواب ضرور سامنے آ جاتا ہے جو ہر بات پر سول سوسائٹی اور رائے عامہ کو آڑ بنا کر اسلامی قوانین کے نفاذ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ قومی اسمبلی میں پیش ہونے والی مذکورہ قراردادوں پر ہونے والی بحث اور ان میں سے ایک کی منظوری سے یہ بات ایک بار پھر واضح ہو گئی ہے کہ عوام کے منتخب نمائندے ملک میں نفاذ اسلام کے سلسلہ میں اس عوامی رجحان اور موقف کی نمائندگی کر رہے ہیں کہ ملک کے قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق تبدیل کرنا اور خاص طور پر معاشی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ملک کی اہم ترین ضرورت ہے۔

دوسری طرف مختلف مکاتب فکر کی طرف سے سودی نظام کے خاتمہ کے لئے جدوجہد کی غرض سے قائم کئے جانے والے مشترکہ فورم ’’تحریک انسداد سود پاکستان‘‘ کی سرگرمیاں بھی دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی ہیں اور رفتار اگرچہ بعض وجوہ کے باعث سست ہے لیکن تھوڑا بہت کام جاری ہے اور ملک کے مختلف مکاتب فکر اور طبقات کے سنجیدہ حضرات بتدریج اس طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ ۲۴؍ فروری کو مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کا ایک مشترکہ اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما حافظ محمد ثاقب کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، پاکستان شریعت کونسل، کالعدم سپاہ صحابہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ اور دیگر جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی اور شہر میں تحریک انسداد سود کے سلسلہ میں رابطہ مہم کے لئے مولانا حافظ گلزار احمد آزاد کی سربراہی میں ’’رابطہ کمیٹی‘‘ قائم کی گئی۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ مارچ کے آخر میں اس سلسلہ میں ایک کنونشن منعقد کیا جائے گا، جس میں مختلف مکاتب فکر اور طبقات کے نمائندے شریک ہوں گے۔ راقم الحروف بھی اجلاس میں شریک ہوا اور شرکاء کو انسداد سود کی مہم کے پروگرام سے آگاہ کیا۔

۲۵؍ فروری کو جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد میں فیصل آباد کے سرکردہ علماء کرام، تاجر حضرات اور بینکنگ سے تعلق رکھنے والے ماہرین کا ایک بھرپور سیمینار ہوا۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ ہمارے محترم بزرگ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کا قائم کردہ ادارہ ہے حکیم صاحبؒ زندگی بھر دینی تحریکات، اصلاح معاشرہ اور وحدت امت کے لئے سرگرم عمل رہے اور اب ان کے فرزندگان بالخصوص ڈاکٹر زاہد اشرف اور جناب حامد اشرف انہی مقاصد کے لئے محنت کر رہے ہیں۔ ’’انسداد سود سیمینار‘‘ میں سودی نظام کے خلاف جدوجہد کی ضرورت واہمیت اور اس سے متعلق مبینہ خدشات پر تحفظات کے بارے میں کھل کر گفتگو ہوئی اور راقم الحروف نے عرض کیا کہ یہ تحریک غیر سودی نظام کی اسلامی صورتوں کے بارے میں پائے جانے والے فقہی اختلافات میں کسی طرف سے بھی فریق نہیں

ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ سودی نظام کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے جو فیصلہ صادر کیا تھا، اس پر عمل درآمد کی راہ ہموار کی جائے اور اس سلسلہ میں پائے جانے والی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ جب اصولی طور پر یہ فیصلہ ہوجائے گا کہ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے مطابق سودی نظام اور اس کے قوانین سے عملی طور پر نجات حاصل کرنی ہے تو اس کے بعد اسلامی بینکاری کی عملی صورتوں کے بارے میں دکھائی دینے والی مشکلات اور تحفظات کو اہل علم مل بیٹھ کر باہمی مشاورت کے ساتھ حل کریں گے اور اس سلسلہ میں صحیح حل وہی ہوگا جو باہمی مشاورت سے کیا جائے گا۔ اس موقع پر تحریک انسداد سود کے سلسلہ میں جناب ڈاکٹر زاہد اشرف کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو فیصل آباد میں مختلف مکاتب فکر اور طبقات کے راہنماؤں سے رابطہ قائم کرکے اس مہم کو آگے بڑھانے کی کوشش کرے گی۔ یکم مارچ کو جامعہ رحمانیہ ماڈل ٹاؤن ہمک اسلام آباد میں سودی نظام کے خلاف مہم کے سلسلہ میں عمومی نشست ہوئی جس سے راقم الحروف کے علاوہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری حافظ سید علی محی الدین نے بھی خطاب کیا۔ جلسہ کے بہت سے شرکاء یہ مہم بہت دیر سے شروع کرنے پر شاکی تھے لیکن خوش تھے کہ دیر سے سہی مگر اس کار خیر کا آغاز تو ہوا۔ امید ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل اور مخلص دوستوں کے تعاون سے اس مہم کو منظم کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۹؍مارچ ۲۰۱۴ء)

عصر حاضر میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت کا ہے: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

جامعہ محمدیہ کوٹ 85/6R میں تکمیل حفظ القرآن الکریم کی تقریب میں خطاب

ساہیوال (رپورٹ! قاری محمد اصغر عثمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مفکر ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا ہے کہ اسلام کی ترویج واشاعت اور دینی تعلیمات کے فروغ میں دینی مدارس سب سے بڑی این جی او کے مثالی کردار کے حامل ہیں۔ برصغیر میں اسلامی اقدار و روایات کے پھیلاؤ میں اولیاء کرام اور دینی مدارس کے روشن کردار سے انکار کرنا تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ قرآنی علوم ومعارف کی نشرواشاعت اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دینی درسگاہوں کی عملی جدوجہد کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اکابر علماء دیوبند نے سامراجی طاقتوں کے خونی جبر واستبداد کا شکار ہونے کے باوجود بھی پرچم اسلام کو بلند رکھا اور آسمانی وآفاقی تعلیمات کے داعی اور علمبردار رہے۔ دینی مدارس کو دہشت گردی سے جوڑنے اور علماء کرام کی کردار کشی کرنے کی سازشوں میں کادیانی ماسٹر پلان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دینی مدارس کے طلباء تمام تر مشکلات وخطرات کے باوجود قرآن وسنت کے دعوتی پروگراموں اور دروس ختم نبوت کے سلسلے کو عام کریں۔ اور تمام تر تعصبات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اسلام کے بنیادی عقائد کے تحفظ کا عزم کریں۔ مالی مفادات کے حصول کی خاطر اسلامی طرز زندگی سے کنارہ کشی اور نحیف لوگوں کی حق تلفی کرنا عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ وہ یہاں جامعہ محمدیہ کوٹ 85'6R میں تکمیل حفظ القرآن ودستار فضیلت کے عظیم الشان "روحانی اجتماع" سے خطاب کررہے تھے۔ اس تقریب سعید میں صدارت صاحبزادہ رشید احمد نے کی۔ تقریب میں قاری عبدالجبار، مولانا محمد عمران اشرفی، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری محمد نوید، مفتی ذکاء اللہ، مولانا کفایت اللہ، قاری عبدالعزیز رحیمی، رانا محمد آصف سعید، جناب منظور فرید، مولانا نور محمد، قاری بشیر احمد، پیرجی عبدالباسط، مولانا محمد اسماعیل قطری، مولانا قاری منظور احمد طاہر، جمعیت علماء اسلام کے قاری محمد ریاض اور قاری محمد عثمان المالکی سمیت متعدد مقامی علماء کرام اور کارکنان ختم نبوت کثیر تعداد میں شریک تھے۔ خطیب پاکستان مولانا قاری شکیل احمد عثمان نے بھی خطاب کیا۔ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ جو طالب علم قرآن حفظ کرنے کے دوران فوت ہو جائے وہ برزخ میں حافظ بنایا جائے گا اور قیامت کے دن حفاظ میں شمار ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ عصر حاضر میں سب بڑا فتنہ کادیانیت کا ہے جو اسلام کے لبادہ میں اسلام کی جڑیں کھوکھلی کررہا ہے۔ اسلامی تحریکوں کو عالمی سطح پر کادیانیوں کی ارتدادی وزندقہ پر مبنی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے مؤثر اقدامات کرنے ہوں گے۔ کادیانی گروہ یورپی ممالک میں اسلام کے متصادم نظریات کو اسلام ظاہر کرکے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے طالب علموں کو اصول تفسیر، تاریخ تفسیر، علم الحدیث اور نصاب تعلیم پر مکمل عبور اور مہارت تامہ حاصل کرنا ہوگی۔ اپنے قلوب واذہان کو پاکیزہ رکھنے اور اسلام دشمن فتنوں سے بچاؤ کے لئے سلوک وتصوف کی منازل طے کرنا ہوں گی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ عقیدۂ امامت کے حامل افراد بھی ختم نبوت کے بدترین منکر ہیں۔ شرائط نبوت کو کسی شخصیت کا خاصہ ماننا اجراء نبوت کے گستاخانہ عقیدۂ کو تقویت دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لیکر خواجہ خان محمدؒ تک ہمارے تمام بزرگوں نے عدم تشدد کی پالیسی سے کادیانیوں کو ہرمیدان میں شکست فاش دی۔ جبکہ ظالم کادیانیوں کی قتل وغارت کا نشانہ بننے والے "شہداء ختم نبوت" اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے گلشن ختم نبوت کی آبیاری کرتے رہے۔ تقریب میں ضلع ساہیوال کے بعض چکوک میں کادیانیوں کی شرانگیزی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ چک 6-11-L میں امتناع قادیانیت ایکٹ کے تحت اسلامی شعائر کو محفوظ کیا جائے اور کادیانیوں کو مکمل طور پر آئین کا پابند بنایا جائے۔ تقریب کے آخر میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے اپنے دست مبارک سے جامعہ سے فارغ ہونے والے طلباء کی دستار بندی کی اور انہیں دینی کتب کے انعامات سے نوازا۔

اچھے معاشرتی اخلاق اپنایئے!

مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ

شریعت نے اس بات کا بہت اہتمام کروایا ہے کہ آدمی کی ذات سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے، یہ ایذا رساں نہ بنے، میرے عزیزو! یہ بہت بڑی دین داری ہے، جو بھی شریعت پر عمل کرتا ہے اس کی زندگی ایذا والی نہیں ہوتی، اس سے دوسروں کو ایذا اور تکلیف نہیں پہنچتی، وہ کوئی دین دار نہیں ہے جس سے دوسروں کو ہمیشہ ہی تکلیف پہنچتی رہتی ہے، کبھی زبان سے، کبھی لہجے سے، کبھی طریقہ انداز سے، کبھی رویہ سے، کبھی اٹھنے بیٹھنے سے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص ساری زندگی تہجد پڑھے، پوری رات تہجد میں گزار دے، کبھی ناغہ نہ ہو اور کوئی دن زندگی کا ایسا نہ ہو کہ اس نے روزہ نہ رکھا ہو، فرمایا: ''جہاں وہ پہنچتا ہے تو وہ آدمی جس کے اخلاق اچھے ہوں وہ آدمی بھی وہاں پہنچ جاتا ہے۔''

بعض لوگ دیکھنے میں بہت معمولی لگتے ہیں، کوئی انہیں بزرگ نہیں سمجھتا، بظاہر نہ وہ لمبی چوڑی عبادت کرتے ہیں، لیکن اللہ کے یہاں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہوتا ہے، ان کی بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ ظاہر و باطن کے صاف ستھرے لوگ ہوتے ہیں، نہ ان کے دل میں کسی کے لئے کھوٹ و بُرائی ہوتی ہے، نہ ان سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، دیکھنے میں وہ بہت معمولی نظر آتے ہیں، لیکن ان کے اندر یہ خوبی ہے کہ وہ ظاہراً و باطناً صاف ہوتے ہیں، یہ ان کا بہت قیمتی وصف ہے۔

ایک صحابیؓ رسول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرامؓ کو جستجو ہوئی کہ دیکھیں تو صحیح یہ کون سی نیکی کرتا ہے جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ جنت کی بشارت دی۔ چنانچہ ایک صحابی مہمان بن کر ان کے پاس گئے، جن کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ جنت کی بشارت دی، یہ تین دن ان کے پاس ٹھہرے اور چھپ کر رات کو دیکھتے رہے کہ یہ رات کو کیا کرتے ہیں۔

ان صحابی کا یہ معمول تھا کہ عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر سوتے اور صبح کو فجر کی نماز کے لئے اٹھتے تھے، تین دن انہوں نے ان صحابی کا یہی معمول دیکھا تو تین دن کے بعد اپنے میزبان سے کہنے لگے کہ تم بڑے مزے سے سوتے ہو، ہم نے تو تمہارے بارے میں یہ سنا ہے اور ہم تم سے بظاہر زیادہ نیکیاں کر رہے ہیں تو اس بشارت کی پھر کیا بات ہے؟ ان صحابی نے بتایا کہ اور تو میرا کوئی خاص معمول نہیں ہے، بس ایک یہی ہے کہ میں جب رات کو بستر پر جانے لگتا ہوں تو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہوں کہ کسی کے لئے کھوٹ اور بُرائی تو دل میں نہیں؟ نفس کا محاسبہ کر کے اور سب کو اللہ کی خاطر معاف کر کے سوتا ہوں۔ فرمایا: ''یہی تو ہے وہ جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔''

میرے عزیزو! شریعت نے اس کا بہت اہتمام کروایا ہے کہ آدمی کا دل صاف ہو اور یہ دوسروں کی تکلیف کا باعث نہ بنے، بظاہر یہ معمولی لگتا ہے لیکن اس کو اپنانا اتنا ہی مشکل ہے۔

ہم میں سے کوئی مغرب سے عشاء تک نوافل پڑھ لے تو ہم سارا دن یہ کہتے ہی نہیں تھکتے کہ دیکھو کتنا بزرگ ہے، کتنے لمبے لمبے نوافل پڑھتا ہے، اگر رات بھر تہجد پڑھ لے اور قرآن مجید کی تلاوت کر لے پھر تو صبح و شام زبانیں اس کا ورد کرتی رہتی ہیں کہ کیا بزرگ ہے، کتنا اللہ کا ولی ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک رات نہیں بلکہ ساری زندگی تہجد پڑھ لے اور کوئی ناغہ نہ ہو، دن بھر روزہ رکھے تو جہاں وہ پہنچے گا تو اچھے اخلاق والا بھی وہاں پہنچ جائے گا، اچھے اخلاق بنانے اور اس کی مشق کرنے کی ضرورت ہے، اس کا ضرور اہتمام ہو، چلیں اگر ہم کسی کے ساتھ زیادہ بھلائی نہیں کر سکتے، بہت بڑا احسان نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ میری زبان سے، میرے رویہ سے، میرے انداز سے کسی کو تکلیف تو نہ پہنچے۔ اللہ کرے ہماری زندگیاں اس طرح کی بن جائیں۔ آمین۔

شریعت میں ایذا رسانی سے بچنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی رعایت کی گئی ہے، یہاں تک فرمایا کہ اگر تمہارے منہ سے بدبو آتی ہے، مسجد میں آؤ گے تو اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے گی، شریعت نے اس کے لئے اپنے حکم میں ترمیم کردی کہ چلو تمہارے

اوپر جماعت واجب نہیں ہے۔ مسجد میں تم نماز نہ پڑھو، گھر میں پڑھو بلکہ اگر تم مسجد میں آئے تو تمہیں گناہ ہوگا۔ اسی طرح اخلاق کا ایک باب یہ بھی ہے کہ گھر میں داخل ہوں تو دروازہ کھٹکھٹا کر داخل ہوں کہ پتہ نہیں کون کس حالت میں ہو، یہ ایسی بات ہے کہ اس کے لئے قرآن کریم کی آیات اتر گئیں۔ یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ قرآن کریم میں معاشرتی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے کھول کر بیان کیا ہے جبکہ نماز کے لئے صرف اتنا کہا ہے کہ نماز پڑھو، باقی کس طرح پڑھنی ہے؟ یہ بیان کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمادیا۔

کسی کے دل میں یہ خیال بھی آسکتا ہے کہ پھر ذکر واذکار اور تسبیحات وغیرہ کیوں کروائی جاتی ہیں؟ بس اخلاق سیکھنے پر سارا زور خرچ کرنا چاہئے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ جو ذکر واذکار اور تسبیحات کروائی جاتی ہیں یہ اپنی ذات میں مقصود نہیں ہوتیں، لیکن اس سے آدمی میں توانائی آتی ہے، نفس اور شیطان پر قابو پانا اس کے ذریعہ آسان ہوجاتا ہے۔

ان سارے اذکار اور نفلی عبادات سے مقصود یہی چیز زندہ کرنی ہے کہ آدمی کی زندگی ایسی ہوجائے کہ کوئی فرض نہ چھوٹے، کوئی واجب نہ رہ جائے، عبادات و معاملات میں کسی حرام کا ارتکاب نہ ہو، اس لئے تسبیحات بھی اہتمام سے ہوں، اس پر خاص توجہ ہونی چاہئے کہ میری وجہ سے کسی کو کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

گھر میں داخل ہونے کا ادب یہ ہے کہ بغیر اجازت گھر یا خلوت گاہ میں داخل نہ ہوں، کیونکہ اس سے کلفت اور گرانی ہوتی ہے۔ اجازت چاہنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے باہر کھڑا ہو، سلام کرے، پھر اجازت مانگے، خواہ عربی میں مانگے یا کسی بھی زبان میں، مگر لفظ ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے دوسروں کو معلوم ہوجائے کہ اجازت مانگ رہا ہے۔

مگر سلام کے الفاظ شریعت کے خلاف نہ ہوں جیسے بعض جگہ "آداب، آداب" کہنے کا رواج بن چکا ہے۔ سلام کے الفاظ وہی ہونے چاہئیں جو شریعت میں وارد ہوئے ہیں۔ اس میں تبدیلی نہ لائی جائے، باقی اجازت کے لئے کوئی سے بھی الفاظ استعمال کرسکتا ہے، گھنٹی بجا سکتا ہے، موبائل سے میسج کرسکتا ہے کہ باہر کھڑا ہوں، بھئی دروازہ کھولو! غرض کوئی سے ایسے الفاظ جن سے اجازت مانگنا معلوم ہورہا ہو، کہہ دینا کافی ہیں۔

معاشرتی اخلاقیات میں سے ایک چیز جس میں ہم بے دھیانی اور غفلت سے بہت زیادہ کوتاہی میں مبتلا ہورہے ہیں وہ وعدہ خلافی ہے، اگر کسی سے وعدہ کرلے کہ تمہارا سلام پہنچاؤں گا تو سلام پہنچانا واجب ہوجاتا ہے، جیسے کوئی کسی کو یہ کہے کہ میرے فلاں دوست کو میرا سلام پہنچا دینا تو یہ کہہ دینا ہے کہ ٹھیک ہے میں پہنچاؤں گا، تو سلام کا پہنچانا واجب ہوجاتا ہے، جبکہ ہم اس میں کوتاہی کرتے ہیں۔

جو سلام میں پہل کرتا ہے تو اس کو ثواب بھی زیادہ ملتا ہے، شریعت میں "السلام علیکم" کے الفاظ میں چھوٹے اور بڑے میں کوئی تفریق یا تفضیل نہیں رکھی۔ چھوٹا بڑے کو کہے گا: "السلام علیکم" بڑا بھی چھوٹے کو یہی کہے گا، البتہ لہجے میں فرق ہے اور یہ لہجہ صرف سلام میں نہیں بلکہ پورے کلام زندگی میں ہے کہ چھوٹا اس انداز میں بات کرے کہ اس کے لہجے سے نیازمندی جھلک رہی ہو، آواز دبی ہوئی ہو، پتہ چلے کہ اس میں بڑوں کا ادب ہے، ان کی عظمت ہے، یہ صرف سلام میں نہیں بلکہ اپنی روزمرہ کی گفتگو میں بھی ہو، ایسا نہ ہو کہ دونوں مجلس میں بیٹھے ہوں لیکن چھوٹا بڑا لگ رہا ہے اور بڑا چھوٹا لگ رہا ہے، وہ اس طرح کہ چھوٹے کی آواز بڑے سے بڑھ رہی ہے، ایسا نہ ہو۔

اگر یہ صفات ہم میں آجائیں تو زندگی سنور جائے، آدمی کتنا ہی باصلاحیت کیوں نہ ہو لیکن بے ادب ہے تو لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے، لوگوں کو اس سے راحت نہیں ہوتی، شریعت نے جو آداب بتائے ہیں، ان کو اپنی زندگی میں اپنانے سے انسان شائستہ اور مہذب لگتا ہے، اس کی زندگی میں کشش آجاتی ہے۔

بڑوں کو بھی چاہئے کہ جب وہ چھوٹوں سے مخاطب ہوں تو حقارت کا انداز نہ ہو، بے تکی کا انداز نہ ہو، باپ بیٹے کو اس لہجے میں سلام کرے کہ پتہ چل جائے کہ یہ اس کا بیٹا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، اس میں کوئی تحقیر کی بات نہیں۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کے سلام کے انداز سے اس سے عمر بھر کے لئے محبت ہوگئی، بعضوں کے لہجے سے جب وہ سلام کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا محبت بھری پڑی ہے، یہی الفاظ کا اتار چڑھاؤ ایک دوسرے کے دل میں عظمت پیدا کرنے کا سبب بھی بنتا ہے اور احترام کا باعث بھی بنتا ہے۔

سلام کے بعد اکثر لوگ مصافحہ کرتے ہیں تو اس بارے میں یہ خیال پیش نظر رہے کہ مصافحہ ایسے وقت میں نہ کرنا چاہئے کہ جس میں دوسرے کے ہاتھ ایسے شغل میں رکے ہوئے ہوں کہ ہاتھ خالی کرنے سے اس کو خلجان ہوگا، بلکہ سلام پر کفایت کرو، اسی طرح مشغولیت کے وقت میں بیٹھنے کی اجازت کے منتظر نہ رہو، بلکہ بیٹھ جاؤ، اگر اجازت مانگنے کے لئے کھڑے رہیں گے تو یہ چیز اس کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰رکنی وفد ۱۰ اردسمبر ۲۰۱۳ء کو ’’شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس‘‘ میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

چوتھی قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپ منجانب اللہ مامور تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا کہ اس کا تذکرہ مستقل تصنیف کا متقاضی ہے۔ مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمات بالکل بنیان مرصوص کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان حضرات نے قادیانیت کے خلاف تحریکی انداز میں کام کیا۔ میں باقی حضرات کے کام کی نفی نہیں کررہا۔ ان کے وجود بھی انعام باری تعالیٰ تھے۔ حضرت مونگیریؒ اکیلے اپنی ذات میں انجمن تھے۔ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے شاگردوں و متعلقین کی جماعت کو اس کام پر لگا دیا۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، علامہ اقبالؒ۔ بھلا توجہ تو کریں کہ کتنے جبال علم اس کام کے لئے میدان عمل میں حضرت کشمیریؒ نے اتارے۔

تحریک ختم نبوت کے چار ستون:

مولانا محمد علی جالندھریؒ کی خدمات تو ختم نبوت کے محاذ پر بقول علامہ خالد محمودؒ مجددانہ شان اپنے اندر رکھتی ہیں۔ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ذریعہ پوری مجلس احرار اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، نہ معلوم کون کون سی شخصیات کو اس میدان میں قدرت نے لایا۔ برصغیر میں حضرت کشمیریؒ، حضرت مونگیریؒ، حضرت جالندھریؒ اور حضرت رائے پوریؒ، فقیر کے خیال میں ان چار ستونوں پر ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک کی چھت کھڑی ہے۔ اچھا صاحب……!

دارالعلوم وقف میں حاضری:

حضرت شاہ صاحبؒ کے مزار مبارک کی زیارت سے فارغ ہوکر قریب میں دارالعلوم وقف ہے۔ وہاں گئے۔ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی اپنی علالت کے باعث دلی کے ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ زیارت نہ ہو پائی۔ صبح کا وقت، سردی کا موسم، تمام طلباء اور اساتذہ اپنے اپنے کمروں میں، بس صحن میں کھڑے ہوئے۔ ادھر ادھر چاروں سمت نظر دوڑائی اور واپس آ گئے۔

التراث الاسلامی کا تعارف:

التراث الاسلامی ایک اکیڈمی طرز کا ادارہ ہے۔ مختصر جگہ پر بہت سارا کام ہورہا ہے۔ انہوں نے کمپیوٹر کی دنیا میں ختم نبوت کے محاذ پر جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ یا ان کے جو منصوبے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ کمپیوٹر کے براعظم پر ختم نبوت کا پرچم لہرانے والوں کا یہ ادارہ امام قرار پائے گا۔ مولانا شاہ عالم مدظلہ تحریکی شخصیت ہیں۔ نہ آرام سے بیٹھتے ہیں، نہ اپنے ساتھیوں کو بیٹھنے دیتے ہیں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے آپ نائب ناظم ہیں۔ دارالعلوم دیوبند شعبہ ختم نبوت کے آپ استاذ ہیں۔ ان کی خدمات کے تعارف کے لئے دفتر درکار ہے۔ بہرحال کمپیوٹر سے انہوں نے خوب ایک جہاں کی سیر کرادی جو رد قادیانیت کے لئے کاوش کررہا ہے۔ فالحمدللہ!

آپ کے ہاں ناشتہ ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب آپ مہمان خانہ میں چلیں۔ ان مقامات پر جانے کی منظوری اور سواری کا نظم کرتے ہیں۔ آپ خود یا جنہیں ہمراہ لینا ہے۔ تیار کریں۔ ابھی تھوڑی دیر بعد چلتے ہیں۔ فقیر دارالعلوم دیوبند کے مہمان خانہ میں آیا۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری سے عہد کررکھا تھا کہ جہاں جاتا ہے اکٹھے جاتا ہے۔ وہ خوب سوئے۔ گہری اور میٹھی نیند۔ دروازہ کھٹکھٹایا نہیں بلکہ دروازہ بجایا اور پیٹا اور پیٹتا ہی رہ گیا۔ انہوں نے

دروازہ نہ کھولا۔اب مولانا زاہد الراشدی کے کمرہ میں گیا۔وہ بھی خوب گہری نیند سو رہے تھے۔ان کا دروازہ کھلا تھا اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔بس خدا دے اور بندہ لے کر انہیں بے تحاشہ جگانا شروع کیا۔اب اس بدتمیزی کو سوچتا ہوں تو تعجب ہوتا ہے کہ کیسے یہ ہو گیا؟ لیکن سوچئے کہ کہاں جانا ہے؟عشق میں محذورات بھی مباحات بن جاتے ہوں گے۔یہ صحیح کیا یا غلط۔مفتی صاحبان جانیں۔البتہ میری دستک ان کے کندھوں پر کامیاب رہی۔آپ نے آنکھیں کھولیں اور دیکھتے ہی یک دم رضائی ادھر پھینکی۔خود آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور اگلے لمحہ تیار۔

دارالعلوم میں تخصص ختم نبوت کی کلاس میں:

اب رہبر ساتھ تھے۔دوسری طرف سے ہوتے ہوئے دارالعلوم میں تخصص ختم نبوت کی کلاس میں جا پہنچے۔دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ماحول کو دیکھا۔کلاس روم کی زیارت کی۔اگلے مرحلہ میں پیغام ملتے ہی نیچے اترے اور گاڑی میں بیٹھ گئے۔چل سو چل۔

قبرستان شاہ ولایت بڈھانہ:

بڈھانہ یہاں پر مولانا عبدالحئی بڈھانوی کے صاحبزادہ اور شاہ اسحاق دہلوی کے داماد مولانا عبدالقیوم صاحب کا مزار مبارک ہے۔اس جگہ مقبرہ اور احاطہ کو شاہ ولایت بڈھانہ کہتے ہیں۔مولانا عبدالقیوم صاحب حضرت سید احمد شہید کے ساتھیوں میں سے تھے۔قبرستان میں قبروں کے نشان ہیں۔لیکن قبریں مٹ چکی ہیں۔ایک میدان سا لگتا ہے۔مزار شریف پر البتہ چوڑی دیواروں کا کمرہ سا بنا ہے۔جو بالکل مورچہ ٹائپ تعمیر کا ہوتا ہے۔وہی نقشہ ہے۔حضرت سید احمد شہید،سید اسماعیل شہید،مولانا عبدالحئی،شاہ محمد اسحاق،مولانا سید احمد کی سوانح اور پھر سید نفیس الحسینی کا اسے شائع کرنا۔یہاں پر کیا کیا یاد آیا۔لیکن یہاں کے قبرستان کی شکستہ حالی دیکھی نہ جاتی تھی۔دعا کی اور چل دیئے۔مولانا شاہ عالم سے ملنے کے لئے دوست آئے ہوئے تھے۔بہت اصرار کیا کہ چائے کا کپ ہو جائے۔لیکن ہمارے میزبان نہ مانے۔

مولانا مفتی افتخار الحسن کاندھلوی سے ملاقات:

اب یہاں سے فارغ ہو کر کاندھلہ گئے۔پروفیسر ڈاکٹر مولانا نور الحسن کاندھلوی سراپا انتظار تھے۔آپ نے ابھی چند سال ہوئے حضرت نانوتوی پر کتاب شائع کی ہے۔بدایوں کے ایک مولوی صاحب کا ''تحذیر الناس'' پر اعتراض کا مولانا محمد قاسم نانوتوی نے جواب لکھا۔اس کتاب میں پہلی بار اس کا عکس شائع کیا۔جو شکستہ خطی کے باعث پڑھا نہیں جاتا۔اس کا ایک نسخہ کراچی تھا۔فقیر وہاں سے اس مخطوطی کی کاپی لایا۔چوک اعظم کے قریب کے ایک درویش منش عالم دین اب نام بھی یاد نہیں آ رہا۔وہ اس کو خوش خط نقل کرنے کا کام کر رہے ہیں۔رمضان شریف میں وہ ساتھی عشرہ بھر دفتر کی لائبریری میں رہے۔فقیر کا تو بس مولانا نور الحسن صاحب سے غائبانہ تعارف تھا۔البتہ ہمارے حضرت پیر رضوان نفیس کا ان سے رابطہ ہے۔حضرت مولانا زاہد الراشدی کا بھی خاصہ تعارف تھا۔وہ کام آ گیا۔گئے تو وہ سراپا انتظار تھے۔بہت محبتوں سے ملے۔ان کے والد گرامی حضرت مفتی مولانا افتخار الحسن کاندھلوی،حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ مجاز ہیں۔اس وقت ہندوستان میں حضرت رائے پوری کے دو خلفاء زندہ سلامت ہیں۔ایک حضرت مفتی افتخار الحسن صاحب کاندھلوی اور دوسرے مولانا مکرم حسین سنسار پوری اور پاکستان میں حضرت رائے پوری کے خلفاء میں سے حضرت حاجی عبدالوہاب رئیس التبلیغ واحد خلیفہ ہیں،جو زندہ ہیں۔ان کے علاوہ پاکستان میں اس وقت کوئی خلیفہ زندہ نہیں۔اگر کوئی خود کو حضرات رائے پوری کا خلیفہ کہتا ہے تو غلط بیانی کرتا ہے۔حضرت مفتی افتخار الحسن کاندھلوی سے ملانے کے لئے پروفیسر نور الحسن لے کر گئے۔جہاں ہماری گاڑی رکی تھی اس کے قریب مکان دکھایا کہ یہ مکان حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کا تھا۔اوہو!کیا ہوا؟حضرت شیخ الحدیث نے آپ بیتی میں کاندھلہ آنے جانے کے ضمن میں بہت کچھ لکھا،جو آج نظروں کے سامنے تھا۔

حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن سے ملے۔کیا خوبصورت وجیہہ چہرہ۔انہوں نے دعاؤں سے نوازا۔مولانا انوار الحسن کے مکان پر آئے۔انہوں نے ۱۸ صد مخطوطات جمع کر رکھے ہیں۔ان کی لائبریری نوادرات کا مرقعہ ہے۔آپ ایک فائل لائے جس میں ہندوستان کی کوئی ایسی گراں قدر شخصیت نہیں جن کا خط اصلی،طرز تحریر کا نمونہ غرض کوئی نہ کوئی تبرک ان کے پاس محفوظ نہ ہو۔مولانا زاہد الراشدی تو اس کی ورق گردانی میں محو ہوئے۔فقیر قریب سے شرف زیارت حاصل کرتا رہا۔پروفیسر صاحب خالصتاً علمی ذوق کے فاضل اجل ہیں۔بہت سارے نوادرات شائع کر چکے۔باقی بھی خدا کرے چھپ جائیں تو محفوظ ہو جائیں گے۔دل تو پسیج رہا ہے۔لیکن میرے ایسے ہما وشما اس کے علاوہ کر ہی کیا سکتے ہیں؟اپنے کاز کے جو کام ہیں۔وہ پورے نہیں ہو رہے۔

کاندھلہ کی دھرتی...ہند کا بخارا:

چلیں دیر ہو گئی۔چائے پی۔اجازت لی۔چلو کاندھلہ کی زیارت ہو گئی۔کاندھلہ کی سرزمین،مولانا محمد الیاس جو تبلیغی جماعت کے بانی،مولانا محمد یوسف تبلیغی جماعت کی بنیاد،شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا آپ کے والد گرامی مولانا محمد یحییٰ،مولانا محمد ادریس یہ سب کاندھلہ کی مٹی کے سپوت ہیں۔مجھے اجازت دیں کہ میں کاندھلہ کی دھرتی کو ہند کا بخارا قرار دوں۔

اب یہاں سے چلے تو بتایا گیا کہ سامنے کا یہ راستہ

شاملی کو جاتا ہے۔ شاملی کے میدان جہاد کی حدود کو جناب پروفیسر نورالحسن سے بہتر جاننے والا شاید اس وقت روئے زمین پر کوئی نہ ہو۔

تھانہ بھون.... حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مزار پر:

یہاں سے ہوتے ہوئے اب ہم تھانہ بھون پہنچ گئے۔شہر سے باہر کھیتوں کے کنارے آغاز آبادی سے بھی پہلے ایک عمارت تھی۔اس کے ساتھ میں چار چھ کنال کی چار دیواری میں چند درخت ہیں۔سایہ دار اور پھل والے بھی۔ چار دیواری کے گیٹ سے داخل ہوئے۔ایک نیا کمرہ جس کی ابھی تک چھت نہیں ڈلی اور تعمیر کی ہے۔اس کے آگے پرانا شیڈ دار برآمدہ۔ بتایا کہ یہاں حضرت شاہ اشرف علی تھانویؒ خلوت میں تصنیفی کام کرتے تھے۔ اس برآمدہ کے جنوب میں پختہ چار دیواری جو کہ ساڑھے تین چار فٹ اونچی ہوگی۔ اس کی سفیدی ہورہی ہے۔ اس چار دیواری کے مغرب کی جانب دروازہ ہے۔ اس کے اندر تین قبور مبارکہ ہیں۔قبلہ کی جانب پہلی قبر سادہ کچی مٹی کی ڈھیری کی مانند ہے جس پر پتھر یا بورڈ بھی آویزاں نہیں۔ یہ حضرت حکیم الامت،مجدد ملت حضرت شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کا مزار مبارک ہے۔ آج بھی شریعت کی پاسداری کا مظہر ہے۔حق تعالیٰ نے آپ سے جو احیاء سنت کا کام لیا۔اس کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل یہ مزار مبارک بھی ہے۔ جمعہ کا دن تھا۔ چند طالب علم پھر رہے تھے۔اس باغ میں نئی مسجد بھی بنی ہے۔ہم جمعہ کے بعد دیر سے یہاں پہنچے۔حضرت تھانویؒ کے مزار مبارک کی چار دیواری کے ساتھ چبوترہ نما مصلی ہے۔معلوم ہوا کہ حضرت تھانویؒ یہاں نوافل ادا کرتے تھے۔ہم نے ظہر کی جماعت کرائی۔ دعا ہوئی اور ایک بار پھر محبت سے پورے ماحول پر نظر دوڑائی۔ نہ معلوم حضرت تھانویؒ کے وقت میں یہاں کون کون سے حضرات تشریف لائے۔ کن کن کے قدم یہاں لگے؟ ہم نے تو گن گن کے قدم اٹھائے اور باہر آگئے۔

حضرت حافظ ضامن شہیدؒ کے مزار پر:

اس باغ کی چار دیواری کے ساتھ قصبہ کو جو سڑک جارہی ہے اس پر مشرق کی جانب چلے تو آگے بائیں ہاتھ پر کچی چار دیواری کے نشان نظر آئے۔ کہیں دیوار کے آثار۔ اس میں گھنے بیری کے خوشنما وشاداب درخت جو بور سے لدے ہوئے تھے۔اس چار دیواری میں بیری کے درختوں کے سایہ میں ایک اور چبوترہ تھا۔ اس میں دو قبور مبارکہ ہیں۔ ایک حضرت حافظ ضامن شہیدؒ اور دوسرے ان کے ساتھی حافظ عبداللہ نانوتویؒ کی ہے۔یہ دونوں حضرات انگریز سے ایک معرکہ میں یہیں قریب ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو شہید ہوئے تھے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ:

۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء کو ولادت ہے۔

۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء کو وصال ہے۔ ہندوستان میں مغل حکمرانی سے بھی قبل راجہ بھیم نے ضلع مظفر نگر میں ایک قصبہ قائم کیا۔تھانہ بھیم اس کا نام تجویز ہوا۔ زمانہ گزرنے کے ساتھ تھانہ بھیم سے تھانہ بھون ہوگیا۔صدیوں پہلے حضرت تھانویؒ کے اجداد کرام نے یہاں قیام کیا۔ آپ فاروقی النسل تھے۔ آپ کے ننھیال علوی تھے۔ آپ کے اجداد کرنال سے اور ننھیال جھنجھانہ سے یہاں آکر آباد ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ عبدالحق تھا۔ جو ایک کشادہ دست

قادیانیوں کے ساتھ بائیکاٹ اسلامی عدل وانصاف کے عین مطابق ہے

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وانجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ کے زیر اہتمام دو روزہ ختم نبوت کورس جامعہ حنفیہ قادریہ چوک یادگار شہیداں جی ٹی روڈ لاہور میں زیر صدارت مولانا قاری جمیل الرحمن اختر قادری نقشبندی مجددی منعقد ہوا۔کورس میں استاذ الحدیث مولانا نعیم الدین،مولانا فقیر اللہ اختر،مولانا عبدالنعیم،مولانا عبیدالرحمن معاویہ،پیر محمد زبیر جمیل،حافظ محمد عمیر جمیل اور دیگر علماء کرام نے لیکچر دیا۔کورس میں علماء کرام نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت،حیات عیسیٰ علیہ السلام،مرزائیت سے نفرت کے اسباب،"قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق" کے موضوعات پر تفصیلی لیکچر دیا۔علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے امت مسلمہ کو دھوکہ دے کر آئین سے بغاوت کے مرتکب ہورہے ہیں۔حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے۔قادیانیوں کے ساتھ بائیکاٹ قرآن وحدیث کی روشنی میں عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔قادیانیت اسلام کے خلاف ایک ناسور ہے۔قادیانی مسلمانوں کو دینی، سیاسی، معاشی،اقتصادی،معاشرتی غرض یہ کہ ہر اعتبار سے مسلمانوں کو تہی دست کرنے کے درپے ہیں۔قادیانی اسلام پیغمبر اسلام ﷺ اور ملت اسلامیہ کے دشمن ہیں،ان سے کسی نوعیت کا کوئی تعلق اور رابطہ رکھنا حرام ہے۔علماء کرام نے عوام الناس پر زور دیا کہ کم از کم ہم قادیانیوں سے مکمل قطع تعلق کریں اور ان کو اپنی کسی مجلس میں کسی محفل میں برداشت نہ کریں اور ہر سطح پر فتنہ قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں۔علماء کرام نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے جھوٹے کو اس کی ماں کے گھر تک پہنچا کر دم لیا ہے۔برطانیہ قادیانیوں کی ماں ہے جس نے ان کو جنم دیا۔ان کا گرو اپنی ماں کی گود میں بیٹھا ہوا ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو قادیانیت کی جھوٹی تبلیغ کا پرچار کرنے کی کوشش کررہا ہے۔علماء کرام نے اس بات کا عزم کیا کہ دنیا بھر میں اس فتنہ کو منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔

تھے۔ میرٹھ کی ریاست میں مختار بھی رہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے اشرف علیؒ کو دینی تعلیم پر لگایا۔ فارسی کتب میرٹھ میں پڑھیں۔ حافظ حسین علی دہلویؒ سے حفظ کیا۔ تھانہ بھون میں حضرت تھانویؒ نے عربی اور فارسی کی کتب پڑھیں۔ پھر نصاب کی تکمیل حضرت مولانا منفعت علیؒ سے دیوبند میں کی۔ دارالعلوم دیوبند میں ۱۲۹۵ھ میں داخل ہوئے اور ۱۳۰۱ھ میں فراغت حاصل کی۔ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ جو دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس اور حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ مجاز تھے، ان کے ہاں سے بھی کسب فیض کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے ارشد تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے دیگر طلباء کے ساتھ آپ کی بھی دستار بندی کی۔ زہے نصیب! کانپور میں مدرسہ فیض عام میں پڑھایا۔ اس دوران حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادیؒ سے تعلق خاطر قائم ہوا۔ پھر جامع العلوم کانپور کی بنیاد رکھی۔ چودہ سال یہاں پڑھایا۔ اس کے بعد اپنے شیخ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے حکم پر ۱۳۰۵ھ میں تھانہ بھون حضرت حاجی صاحبؒ کی خانقاہ شریف میں آ گئے۔ حضرت تھانویؒ کی پیدائش سے قبل حضرت حاجی صاحبؒ نے مکہ مکرمہ ہجرت کر لی تھی۔ پھر حضرت تھانویؒ جو حضرت گنگوہیؒ سے بیعت کے لئے حضرت حاجی صاحبؒ سے سفارش کرانا چاہتے تھے۔ خود حضرت حاجی صاحبؒ نے انہیں بیعت کرلیا۔ پھر وقت آیا کہ آپ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ بھی بنے۔ ادھر حضرت گنگوہیؒ سے بھی برابر رابطہ رہا۔ آپ کی توجہات بڑھیں۔ خود حضرت گنگوہی کانپور قیام کے دوران میں بعض متوسلین کو اصلاح کے لئے حضرت تھانویؒ کے پاس بھیجتے۔ آپ کانپور سے تھانہ بھون آئے۔ آپ کے مرشد کی دکان معرفت پر رش بڑھا۔ ہزاروں آپ سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۹ افراد آپ سے مجاز صحبت ہوئے۔ ان میں سے ستر مجاز بیعت یعنی خلفاء ہیں۔ ان میں قاری محمد طیبؒ، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ، مفتی محمد حسنؒ، مولانا مسیح اللہ خانؒ ایسے ایسے حضرات جو اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے۔ ہندوستان میں حضرت نظام الاولیاءؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد حضرت تھانویؒ سے قدرت حق نے جو تصوف کا کام لیا۔ وہ بھی دیانت دار آدمی نظر انداز نہیں کرسکتا۔ وقت کی پابندی، مریدین کی اصلاح کے ایسے جدید اسلوب اختیار کئے کہ دنیا عش عش کرا ٹھی کہ آپ واقعی حکیم الامتؒ تھے۔ آپ کی تصنیفات کی طرف توجہ کی جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ بھی کثیر التصانیف بزرگ گزرے ہیں۔ لیکن حضرت تھانویؒ نے بھی ریکارڈ قائم کیا۔ حق تعالیٰ آپ کی تربت کو بقعۂ نور بنائے۔ ”الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح“ اور رسالہ ”قائد قادیان“ آپ کی رد قادیانیت پر تصانیف ہیں۔ جنہیں احتساب قادیانیت کی پانچویں جلد میں شائع کرچکا ہوں۔ حضرت تھانویؒ سے نیازمندی کا یہ تعلق اور پھر آج خانقاہ شریف پر آپ کے قدموں میں حاضری۔ کتنی ہی سعادت کی گھڑیاں تھیں جو بیت گئیں اور پلک جھپکتے بیت گئیں۔ (جاری ہے)

کچھ تذکرہ مادر علمی اور شہر دیوبند کا

مولانا محمد رحمت اللہ

...دہلی سے دیوبند تقریباً ایک سو چالیس کلومیٹر ہے کئی ریلیں دہلی سے اس روٹ پر چلتی ہیں، بعض تیز رفتار ٹرینیں تین گھنٹے کے آس پاس کا وقت لیتی ہیں جبکہ عام طور پر ساڑھے تین چار گھنٹے خرچ ہوتے ہیں۔ سڑک کے راستے سے جانے والوں کو علی الصبح یعنی فجر سے قبل یا بعد فجر متصلاً نکلنے کی صورت میں اپنی گاڑی میں تین گھنٹے کے لگ بھگ خرچ ہوجاتے ہیں، جبکہ دن میں یا رات گئے تک سفر کرنے کی صورت میں چار پانچ گھنٹے ٹریفک کی بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے لگتے ہیں۔ اب ایک سہولت مزید یہ ہوئی ہے کہ نظام الدین سے دیوبند اور دیوبند سے نظام الدین دونوں جانب سے ہر روز علی الصبح اور شام دیر گئے ایک ایک بس چلتی ہے جو تقریباً چار گھنٹے میں سفر طے کرا دیتی ہے۔ بہرحال دہلی سے وقت پر ریل روانہ تو ہوگئی مگر مظفر نگر سے گزرنے کے بعد ایک چھوٹے اسٹیشن پر دیگر تیز رفتار ٹرینوں کو راستہ دینے کے لئے ایک گھنٹہ کے لگ بھگ رکی، یوں ہماری ریل نو بجے دیوبند کے اسٹیشن پر پہنچنے کے بجائے دس بجے کے قریب پہنچی۔ دیوبند کا قصبہ اب پہلے کی بہ نسبت دگنا تگنا بڑھ چکا ہے، سڑکوں پر زبردست بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بازاروں سے سائیکل رکشہ پر ہی چلنا آسان ہے گاڑی سے گزرنا دشوار، لہٰذا باہر کا راستہ اختیار کر کے مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے مہمان خانہ پر پہنچنا ہوا، ہمارے طالب علمی کے زمانے میں قصبہ دیوبند میں مسجدوں کی تعداد ایک سو سے زائد بتائی جاتی تھی بلکہ شوق رکھنے والے بعض حضرات نے ایک مرتبہ ان کے ناموں پر مشتمل ایک فہرست بھی شائع کی تھی جب کہ اس وقت مساجد کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ اس زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کے مغربی اور شمالی اطراف میں آبادیاں زیادہ دور تک نہیں پھیلی تھیں جبکہ اس وقت محلہ خانقاہ سے آگے بڑھ کر تقریباً ایک کلومیٹر کے آس پاس تک عمارات اور پلاٹ بندی ہوجانے سے آبادی بڑھتی چلی گئی ہے۔ خود دارالعلوم دیوبند کی شمالی جانب میں صرف جامعہ طبیہ کی ایک دو عمارتیں اور افریقی منزل کی ایک لمبی تعمیر تھی، لیکن اس وقت یہاں پر تعمیرات میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ جامعہ طبیہ تو قائم ہوا نہیں البتہ عظمت ہسپتال میں بدستور عام مریضوں کا علاج معالجہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کے لئے کئی بہت بڑے دارالاقامہ (ہاسٹل) بھی موجود ہیں۔ اساتذہ کرام کے اہل وعیال کی رہائش گاہوں پر مشتمل ایک عمارت بھی ہے، جب کہ حفظ و ناظرہ کے بچوں کے لئے ایک عظیم الشان تعمیر قائم ہے جس میں درسگاہوں کے علاوہ ان کی اقامت گاہیں بھی ہیں۔ اس حصہ میں عربی کے ابتدائی درجات کے لئے مدرسہ ثانویہ کے نام سے بھی ایک خوبصورت عمارت بنائی گئی تھی، اس طرح یہ اور دیگر عمارات وجود میں آنے سے یہ سلسلہ سہارنپور، مظفر نگر روڈ تک جا پہنچا ہے، جبکہ مغربی اطراف میں باب الظاہر سے آگے جو بہت بڑا تالاب تھا اس کو بھرائی کر کے قابل استعمال بنایا گیا اور پرانے دارالعلوم روڈ تک یہ ساری زمین دارالعلوم کی تعمیرات میں آ گئی ہے اور اس کے آخری کنارے پر دارالعلوم کی پُرشکوہ لائبریری یعنی کتب خانہ تعمیر ہو رہا ہے۔ اس سے یہ حصہ بھی باب الظاہر سے بڑھ کر آگے کے بڑے روڈ تک جا پہنچا ہے۔ (ماہنامہ الانوار، بانڈی پورہ کشمیر)

مدارسِ اسلامیہ.....روشنی کے مینار

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ تعالیٰ نے اپنے جو احکام نازل فرمائے ہیں، ان میں انسان کی کمزوری کی رعایت ہے کہ انسان کیا کرسکتا ہے، کیا نہیں کرسکتا؟ انسان پر ایسا بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے جو اس سے نہ اٹھ سکے، بلکہ اتنا بوجھ ڈالا گیا جتنا اس سے سنبھل سکے: ''لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا ''اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شب معراج میں جب نمازوں کو فرض کیا گیا، آپ کو بتایا گیا کہ پچاس وقت کی نمازیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں فرض فرمائی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ میں اپنی امت کو دیکھ چکا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ کم ہمت ہوتے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے کہ نمازوں کی تعداد کچھ کم کردیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی تعداد کم کردی، پھر انہوں نے کہا کہ مزید کم کرائیے، حتیٰ کہ کم کرتے کرتے اللہ تعالیٰ نے پچاس کو پانچ کردیا اور فرمایا کہ ہم ثواب تم کو پچاس ہی کا دیں گے، اگر ان پانچ نمازوں کو تم نے ٹھیک سے پڑھا تو ہم ان کو پچاس نمازیں سمجھیں گے، ہم نے پچاس فرض کی تھیں ہم پچاس مان لیں گے، لیکن تم ان پانچ نمازوں کو ٹھیک سے پڑھو اگر تم نے یہ پانچ نمازیں ٹھیک سے ادا کیں تو پچاس نمازیں تمہارے لئے لکھی جائیں گی اور تم کامیاب رہوگے، اب بتائیے اللہ تعالیٰ نے تو اس طرح فرمایا اور اتنا رحم اور اتنا کرم فرمایا کہ پانچ نمازوں کو پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا کہ پڑھو پانچ اور فائدہ اٹھاؤ پچاس کا اور ہم اس پر دھیان ہی نہ دیں، نماز ہی پڑھنے کی طرف توجہ نہ کریں، کیوں؟ اس لئے کہ ہماری اس زندگی میں ہمیں آخرت کی چیز نظر نہیں آرہی ہے، پردہ پڑا ہوا ہے ہم سمجھ رہے ہیں کہ کچھ بھی نہیں ہے، حالانکہ پردہ کے پیچھے بھیڑیا بیٹھا ہوا ہے، مثلاً ہم بہت خوش ہیں، سمجھ رہے ہیں کہ سب خیریت ہے اور بھیڑیا بیٹھا ہوا ہے، پردہ کے پیچھے ہم دیکھ رہے ہیں، اگر کوئی شخص آ کر کہتا ہے کہ بھئی! اس پردہ کے پیچھے بھیڑیا ہے، یہ پردہ جو پڑا ہوا ہے اس کے پیچھے بھیڑیا بیٹھا ہوا ہے تو دنیا کی زندگی میں تو ہمارا معمول یہ ہے کہ کوئی اگر ذرا کہہ دے کہ فلاں سڑک پر کچھ گڑبڑ ہے ادھر نہ جائیے گا تو ہم اس کی بات مان لیتے ہیں اور ادھر نہیں جاتے، بالکل محتاط ہوجاتے ہیں کہ بھئی! وہاں جاکر ہم کیوں مصیبت میں پڑیں، لیکن اللہ کا نبی ہم سے یہ کہتا ہے کہ دیکھو! پردہ کے پیچھے کیا ہے؟ دیکھو اس کے بعد کیا ہونے والا ہے؟ فلاں سڑک پر تم نہ جاؤ ورنہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ گے، فلاں جگہ تم نہ جاؤ ورنہ تم تباہ ہوجاؤ گے، فلاں جگہ یہ خطرہ ہے، فلاں جگہ یہ خطرہ ہے تم اس سے بچو، تو ہم دھیان بھی نہیں دیتے جیسے ہم سے کوئی کچھ کہہ ہی نہیں رہا ہے، جیسے ہمارے کان میں بات جا ہی نہیں رہی ہے، اس کان سے اڑا رہے ہیں، حالانکہ ہم اپنی دنیا کی زندگی میں یہ کرتے ہیں کہ ایک آدمی جس کو ہم جانتے نہیں ہیں کہ سچا ہے، جھوٹا ہے، مکار ہے، فریبی ہے یا سچا انسان ہے، وہ آکر ہم سے کہہ دیتا ہے کہ بھیا! وہاں نہ جاؤ، فلاں جگہ بھیڑیا نکلا ہوا ہے، شہر کے باہر اس طرف نہ جانا، ادھر بھیڑیا نکلا ہوا ہے، تو ہم اس کی بات مان لیتے ہیں اور ایسا مان لیتے ہیں کہ جیسے کسی سچے اور بہت اچھے آدمی کی بات مانی جاتی ہے، اس لئے مان لیتے ہیں کہ بھئی! کیا پتہ سچ ہی کہہ رہا ہو، ہم کاہے اپنے کو خطرہ میں ڈالیں، لیکن اللہ کے نبی کی بات ہم نہیں مانتے، اللہ کے نبی کی بات کو ہم اس طرح سنتے ہیں جیسے کوئی کچھ کہہ ہی نہیں رہا ہے کہ ہم کو بتایا جاتا ہے، تقریروں میں بتایا جاتا ہے، وعظ میں بتایا جاتا ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے نبی نے یہ کہا، جہنم کے متعلق یہ کہا، جنت کے متعلق یہ کہا، ہم سنتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہیں، جیسے ہم کوئی شعر سن رہے ہیں، ہم مشاعرہ میں شریک ہوتے ہیں، شعر پڑھے جارہے ہیں، ہاہا، ہوہو ہورہا ہے، مزے سے چلے آئے، جیسے ہم پر کوئی ذمہ داری ہی نہیں تو اللہ کا کلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شعر وشاعری نہیں ہے، یہ تفریح کی چیز نہیں ہے کہ سنا اور سن کر اپنے گھر چلے گئے اور فکر بھی نہیں کی کہ کیا کہا گیا اور کیا نہیں کہا گیا؟

یہ معمولی بات نہیں ہے، اللہ کا نبی اللہ کا نبی ہے، اللہ کا نبی اللہ کا بھیجا ہوا ایلچی ہے، وہ پیغام پہنچانے آیا ہے، آج گورنر کی طرف سے کوئی آدمی آکر آپ سے کہے کہ یہ آرڈر ہے، آپ کانپ جائیں گے، بیٹھے ہیں تو کھڑے ہوجائیں گے اور اللہ کا بھیجا ہوا آتا ہے اس کو ہم خاطر میں نہیں لاتے، اس کی بات پر ہم توجہ نہیں دیتے، یہ بہت سوچنے کی بات

ہے وہ اللہ کہ جس نے دنیا کو پیدا کیا، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز پر وہ قادر ہے، ہماری ساری زندگی ایک ایک سانس اس کے ہاتھ میں ہے، جس سانس پر چاہے ہم کو روک دے، ہماری زندگی اسی وقت ختم ہوجائے گی، وہیں ہم رہ جائیں گے، جو اتنا بڑا قادر ہے، وہ ہم کو ڈرائے اس کا رسول آ کر ہم سے کہے کہ دیکھو! رعایت نہیں ہوگی، اگر تم نے یہ نہیں کیا تو سزا پاؤ گے اور ہم اس کے بعد بھی ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے گھر چلے جائیں اور ٹھاٹ سے چادر لپیٹ کر سو جائیں، جیسے کوئی بات ہی نہیں، یہ بہت سمجھنے کی بات ہے اور پھر اللہ کی غیرت کی بات ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے، اللہ تعالیٰ ہمارے یہ کرتوت دیکھے اور اس کے بعد ہم سے پوچھے بھی نہیں، ایک عام آدمی کی آپ بات ٹھکرا کر دیکھئے، ایک آدمی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے، آپ اس کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوں، وہ کہہ رہا ہے اور آپ اس کی طرف نہ ہوں، وہ کہہ رہا ہے اور آپ اس کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے ہیں تو وہ کیا آپ سے خوش ہوگا؟ اللہ کی بات کو ہم توجہ سے نہ سنیں تو کیا اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا؟ پھر عمل نہ کریں تو اس کے بعد کیا ہوگا؟ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اور کہلوایا ہے کہ دیکھو! اگر تم نے عمل نہیں کیا تو یہ ہوگا۔

تو یہ چیزیں فکر کی ہیں اور یہ چیزیں ہم کو کیسے معلوم ہوئی ہیں؟ حدیث و قرآن پڑھ کر معلوم ہوتی ہیں، ہر ایک تو حدیث و قرآن پڑھ نہیں سکتا، اس لئے مدرسے قائم کئے جاتے ہیں تاکہ کچھ آدمی تو پڑھ لیں، قرآن و حدیث پڑھ کر اللہ کے احکام کو کچھ لوگ تو جان لیں تاکہ وہ دوسروں کو بتا سکیں اور دوسروں کو توجہ دلا سکیں۔

تو ان مدارس کی بڑی قدر کی ضرورت ہے، یہ روشنی کے مینار ہیں، اگر یہ نہ رہیں گے تو تاریکی ہی تاریکی ہوگی، تب کوئی بتانے والا نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کس بات سے راضی ہوتا ہے، کس بات سے ناراض ہوتا ہے؟ اور کس بات پر پکڑ ہوگی اور کس بات پر پکڑ نہ ہوگی؟ اس کا بتانے والا کوئی نہیں رہ جائے گا، اس لئے یہ مدرسے چاہے دیکھنے میں کتنے ہی معمولی معلوم ہوتے ہوں، لیکن یہ بہت اہم ہیں، یہ اسکول و کالج جتنے بڑے بڑے اسکول و کالج ہوں، اگر وہ نہ رہیں تو آپ کا کوئی بڑا نقصان نہیں ہے، بس یہی تو ہوگا کہ بہت بڑی کوئی ملازمت آپ کو نہ ملے گی، آپ کاروبار کر لیجئے گا، یا کسی طریقہ سے اپنا پیٹ پال لیجئے گا، یہی تو ہوگا! نہ ہوں گے آپ بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی آپ کام چلا لیں گے، لیکن یہ مدرسے نہ ہوئے تو کیا ہوگا؟ یہ مدرسے نہ ہوئے تو کوئی آپ کو بتانے والا نہ ہوگا کہ کس بات سے اللہ خوش ہوتا ہے، کس بات سے اللہ ناراض ہوتا ہے؟ اور کس بات سے آخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، کس بات سے آخرت میں تباہی ہوتی ہے؟ تو ان مدارس کی آپ قدر کیجئے اور ان کی اہمیت کو سمجھئے، ہماری زندگی کے سوتے اور کامیابی کے چشمے ان سے پھوٹتے ہیں، ان ہی سے ہم کو معلوم ہوگا کہ کامیاب کون ہے، ناکام کون ہے؟

> وہ اللہ کہ جس نے دنیا کو پیدا کیا، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز پر وہ قادر ہے، ہماری ساری زندگی ایک ایک سانس اس کے ہاتھ میں ہے، جس سانس پر چاہے ہم کو روک دے، ہماری زندگی اسی وقت ختم ہوجائے گی، وہیں ہم رہ جائیں گے، جو اتنا بڑا قادر ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ دیکھنے میں کچھ نہیں معلوم ہوتے، کوئی ان کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا، اگر سامنے سے گزر جائیں تو دھکا کھائیں اور بالکل معمولی حالت میں ہوتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سے ان کا واسطہ ایسا ہوتا ہے، اللہ کے وہ ایسے نیک بندے ہوتے ہیں کہ اگر اللہ کی طرف سے قسم کھا لیں کہ ایسا ہوگا تو ویسا ہی ہو جائے گا، اللہ کو اتنے پسند ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کی طرف سے قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم پوری کردے گا: "رب اشعث اغبر لو اقسم علی اللّٰہ لابرہ" کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں، ایک ایک رتی میں وہ اللہ کی مرضی کو اختیار کرتے ہیں، اللہ کو راضی رکھتے ہیں تو اللہ ان سے اتنا خوش ہوتا ہے کہ اگر اللہ کی طرف سے وہ وعدہ کر لیں، قسم کھا لیں تو اللہ وہ کر دے گا کہ بھائی! ان کا دل نہ ٹوٹنے اور دیکھنے میں ایسے معمولی معلوم ہوتے ہیں کہ خود حدیث شریف میں ہے کہ کوئی سوچتا ہی نہیں کہ یہ بھی کوئی معقول آدمی ہوں گے، پھٹے پرانے کپڑے، سیدھے سادے سے گزر جائیں کہیں سے تو کسی کو توجہ بھی نہ ہو کہ کون صاحب گزر رہے ہیں، لیکن ہر ایک نہیں ہر معمولی آدمی ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ جس کا اللہ سے ایسا گہرا تعلق ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی رعایت کرے گا، چاہے کپڑے ان کے جیسے ہوں، چاہے ان کی حالت جیسی ہو، دنیا ان کے بارے میں چاہے جو سوچتی ہو، ان کے مقابلہ میں جو لوگ اللہ کو راضی اور خوش کرنے کی فکر نہیں کرتے اور دنیا میں بڑے کروفر سے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی کوئی قیمت نہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر دنیا کی

حقیقت اللہ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو (یعنی خدا کے منکر کو) پینے کو پانی بھی نہ ملتا، لیکن دنیا اللہ کی نظر میں اتنی گھٹیا ہے کہ جیسے گندگی کا کوئی ڈھیر ہے، جس آدمی کو خدا پسند نہیں کرتا وہ گندگی کے ڈھیر میں گھس جاتا ہے، اللہ کا اس میں کیا نقصان ہے؟ اور آپ دیکھتے ہیں کہ کہیں گندگی کا ڈھیر ہوتا ہے، اس میں سور گھستے رہتے ہیں، سور اس میں سے کھاتے رہتے ہیں، انسانوں کو کوئی خیال ہوتا ہے کہ سور کھا رہے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا ایسی ہی ہے، گندگی کا ایک ڈھیر ہے، کافر کھا رہا ہے کھائے، گندگی کھا رہا ہے، گندگی کے اندر لوٹ رہا ہے، ٹھیک ہے کافر ہے، اللہ کا ناپسندیدہ ہے، وہ گھورے میں پڑا رہے، گندگی کھائے، کیا ہے؟ کھائے، لیکن اللہ کے بعض نیک بندے ایسے ہوتے ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ وہ دیکھنے میں بہت معمولی ہوتے ہیں کہ کوئی ان

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر دنیا کی حقیقت اللہ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو (یعنی خدا کے منکر کو) پینے کو پانی بھی نہ ملتا، لیکن دنیا اللہ کی نظر میں اتنی گھٹیا ہے کہ جیسے گندگی کا کوئی ڈھیر ہے، جس آدمی کو خدا پسند نہیں کرتا وہ گندگی کے ڈھیر میں گھس جاتا ہے

کو اہمیت نہیں دیتا، لیکن اللہ کے پسندیدہ ہوتے ہیں، وہ اگر قسم کھالیں اللہ کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کردے گا، اللہ تعالیٰ ان کی اتنی رعایت کرتا ہے اور کافر کا یہ ہے کہ جو چاہے کرے، وہ کیا کھا رہا ہے، کیا پہن رہا ہے، شان دکھا رہا ہے، یہ شان کیا ہے؟ گھورے کی شان، گندی چیز کی شان اللہ کے نزدیک کفر و شرک کا سب سامان گندا ہے، گھورا ہے، تو مومن کی شان یہ ہے کہ دنیا کی ان چیزوں کو وہ گھٹیا سمجھے دنیا کے کافرانہ کروفر کو، اس کی شان وشوکت کو، سمجھے کہ اس کی کوئی قیمت اللہ کی نظر میں نہیں ہے۔

اللہ کی نظر میں قیمت کس چیز کی ہے؟ نیک عمل کی، دل پاک ہو، دل صاف ہو، دل کے اندر اللہ ہو اور دماغ کے اندر اللہ ہو، اس کے اندر اللہ کے حکم کی پابندی کا جذبہ ہو، آخرت کی فکر ہو اور ڈر ہو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہماری پکڑ نہ کرے، ذرا ذرا سا رہے، سہما سہما سا رہے کہ آخرت میں کہیں ہماری پکڑ نہ ہو تو اس کی حیثیت ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا رتبہ ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا لحاظ ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی عزت ہے اور جو دنیا میں لوٹ رہا ہے، دنیا کی لذتوں میں منہمک ہے، تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ایسے ہی ہے جیسے گھورے کے اندر کوئی جانور لوٹ رہا ہو۔

میں اصل میں اس بات کو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا کہ ان مدارس کی قدر کیجئے اور ان کی اگر ناقدری کریں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہوگا، اللہ تعالیٰ کی جو چیز ہے وہ سستی نہیں ہے، قیمتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مال قیمتی ہے: "الا سلعة اللہ غالیة" اللہ تعالیٰ کا مال سستا نہیں ہے کہ آپ کو یوں ہی مل جائے، بے سوچے سمجھے مل جائے، بغیر محنت کے مل جائے، بغیر فکر و توجہ کے مل جائے، نہیں! یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے خلاف ہے، آپ اس کے مال کو، اس کی چیز کو قدر سے لیں گے تو وہ دے گا، قدر نہیں کریں گے تو نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ کو اپنی چیز عزیز ہے وہ ناقدروں کو نہیں دے گا، قدر کرنے والوں کو دے گا، اس لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی چیز کی قدر کرنی چاہئے اور اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے اور اس کی قیمت کو سمجھنا چاہئے اور جب اس کی قیمت کو سمجھیں گے اس کی قدر کریں گے تو اللہ تعالیٰ دے گا اللہ تعالیٰ خوش ہوگا اور جب اللہ تعالیٰ دے گا تو پھر بیڑا پار ہے اور جب اللہ تعالیٰ دینے پر آئے تو کون روک سکتا ہے؟ اس لئے ہمیں قدر کرنی چاہئے کہ جہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہو، اللہ کا نام سکھایا جاتا ہو، اللہ کے احکام بتائے جاتے ہوں، وہ جگہ سب جگہوں سے بہتر ہے، وہ اللہ کی جگہ ہے اور دوسری جو جگہ ہے وہ انسانوں کی جگہ ہے، جانوروں کی جگہ ہے، بادشاہوں کی ہو تو بھی وہ انسانوں کی جگہ ہے، اللہ کی جگہ کا مقابلہ وہ نہیں کر سکتی، اس لئے مسجد اور مدرسہ ان دونوں کی قدر کیجئے اور سمجھئے کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے، یہ اللہ کی چیز ہے، اس لئے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھئے تاکہ اللہ تعالیٰ کو برا نہ لگے، یہ مدارس روشنی کے مینار ہیں، ان کی روشنی میں کفر اور شرک کی چٹانوں سے اپنے جہاز کو بچا کے نکالئے اور آپ اسی وقت نکالیں گے، جب آپ کو روشنی مل رہی ہوگی، جو بتا سکے کہ کدھر چٹان ہے کدھر چٹان نہیں ہے؟ کہاں آپ تباہ ہو سکتے ہیں، خدانخواستہ اور کہاں آپ بچ کے نکل سکتے ہیں؟ لہٰذا قدر کیجئے ان چیزوں کی، اللہ تعالیٰ برکت دے اور مجھ کو بھی قدر کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب کو بھی، اللہ تعالیٰ اپنے صحیح راستہ پر چلنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہم سب سے راضی ہو، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہی اصل ہے، ساری باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کریں؟ اس کو راضی کرنے کے جو بھی طریقے ہیں ان کو ہم کس طرح اختیار کریں اور کس طرح اللہ تعالیٰ کو راضی کریں؟ یہی ہمارے کرنے کی چیز ہے اور اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق سے نوازیں۔ ☆☆

آسان عربی سیکھئے!

مولانا الیاس عباسی

عربی زبان ہماری مذہبی زبان ہے، یعنی مذہب اسلام کی زبان ہے۔ قرآن مجید اسی زبان میں اترا، ہمارے آقا اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔ اسی لئے ہر مسلمان کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ وہ عربی زبان کو سمجھے اور پڑھے۔ خاص طور پر دینی علوم کے طلباء کرام کے لئے اس زبان کا سیکھنا اور بولنا لازمی ہے، اس لئے کہ قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کے علاوہ تمام بنیادی کتب بھی عربی زبان میں ہیں۔

مدارس عربیہ سے فارغ ہونے والے طلبہ میں اتنی استعداد اور صلاحیت ضرور ہونی چاہئے کہ وہ عربی زبان میں کوئی مضمون یا مقالہ لکھ سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ عربی زبان کا بامحاورہ اور سلیس اردو ترجمہ کرنے پر بھی قادر ہوں، جبکہ بعض مرتبہ طلبہ تخصص کرنے کے بعد بھی اپنے اندر عربیت کی کمی نہیں تو تشنگی ضرور محسوس کرتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ بہت دیر سے عربیت میں شدبد حاصل کرتے ہیں، عربی زبان سے دوری اور وحشت کا ابتداء ہی میں تدارک کرلیا جائے تو طلبہ کے لئے عربی زبان سے مانوس ہونے کے بعد اس کے سیکھنے کے مزید مراحل کے لئے زیادہ وقت میسر ہوگا۔

عربی سیکھنے والے کو عربی زبان جتنی آسان کرکے پیش کی جائے گی اور بیچ کی مشکلات کو جتنا کم سے کم کیا جائے گا، اتنا ہی طلبہ عربی زبان جلدی سیکھ سکیں گے، لہٰذا مبتدی کو پہلے عربی کے وہ الفاظ یاد کرائے جائیں جو کثرت سے استعمال ہوئے ہیں، فی الحال غریب الفاظ سے انہیں دور رکھا جائے۔ چونکہ اردو زبان میں لغت عربی کا بہت بڑا حصہ ہے اس لئے اردو میں استعمال ہونے والے عربی الفاظ انہیں پہلے سکھا دیئے جائیں، تاکہ اسے تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ عربی الفاظ ذہن نشین ہوجائیں اور بقدر ضرورت آسان انداز میں انہیں عربی کے قواعد بھی سمجھائے جائیں۔

عربی زبان سیکھنے والے طلباء کی حوصلہ افزائی کی جائے اور انہیں سمجھایا جائے کہ یہ بہت آسان زبان ہے۔ یاد رہے کہ صرف عربی سکھانے والی کتابوں کا پڑھانا ہرگز کافی نہ ہوگا، صرف کتاب پڑھانے سے نہ وہ تکلم سیکھ سکیں گے اور نہ کچھ لکھنے پر قادر ہوں گے، جب تک ان دونوں چیزوں کو جداگانہ نہ سکھادیا جائے۔

طلباء کرام صرف نحو اور علم بلاغت پڑھنے کے باوجود عربی زبان بولنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں، بسا اوقات ایک جملہ بول کر خاموش ہوجاتے ہیں یا کوئی جملہ لکھنے بیٹھتے ہیں تو انہیں اس کا سر، پیر سمجھ نہیں آتا، اسی طرح بعض اوقات عربی کتاب پڑھنے میں بھی اجنبیت اور دشواری محسوس کرتے ہیں۔ ان سب مشکلات کا حل یہ ہے کہ اگر ان کو شروع سے (مغلق اور دشوار عبارتیں پڑھانے سے پہلے) ابتدائی آسان مرحلے سے گزارا جائے اور مرحلہ وار آگے بڑھایا جائے تو رفتہ رفتہ ابتدائی چیزیں ان کے ذہن میں پختہ ہوجائیں گی۔

اب عربی زبان سیکھنے والوں کے لئے کچھ ابتدائی آسان طریقے ذکر کریں گے اور ان کو پانچ حصوں میں تقسیم کریں گے۔

مثلاً: تکلم، گرامر، قرأت، کتابت، بلاغت۔

تکلم:

تکلم سکھانے کے لئے طلبہ کو پابند کیا جائے کہ وہ صرف عربی زبان میں بات چیت کریں، تکلم کے لئے ضروری نہیں کہ طلبہ صرف ونحو کے قواعد سے واقف ہوں، بلکہ ان کو عربی تکلم کا ماحول میسر ہونا چاہئے۔

تکلم سیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بلا جھجک تکلم کرے اور شرمائے نہیں۔ مبتدی کو ابتداء میں ایسے آسان جملے جو روزانہ استعمال میں آتے ہیں بتا دیئے جائیں، مثلاً کھانے، پینے، سونے، جاگنے، پڑھنے، لکھنے اور کھیلنے کے متعلق، تاکہ وہ ان کا استعمال شروع کردے۔

بچہ اپنی مادری زبان اپنے والدین کی باتیں سن کر سیکھتا ہے، اس لئے سماعت سے انسان زیادہ صحیح لفظوں کا استعمال سیکھ سکتا ہے، عربی تکلم سیکھنے کا یہ طریقہ "المباشرۃ" (ڈائرکٹ میتھڈ) کہلاتا ہے، یعنی جس طرح بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ بچے اور اس مادری زبان کے درمیان کسی دوسری زبان کا واسطہ نہیں ہوتا، وہ اشارات اور موقع محل کو دیکھتے ہوئے

زبان سیکھ لیتا ہے، اسی طرح نئے سیکھنے والے کو براہ راست زبان سکھائی جائے تو وہ بہتر طور پر سیکھ سکیں گے۔

الفاظ کا موقع محل اور کونسا جملہ کہاں استعمال ہوگا؟ یہ جاننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اہل لغت کا استعمال دیکھے، ایک طریقہ حوارات کا ہے کہ بورڈ پر مختلف عنوانات کے نام سے سوال جواب کے طرز پر عربی جملے لکھ کر دو طلبہ سے ان کو بلوایا جائے، اس طور پر کہ ایک لڑکا سوال کرے اور دوسرا جواب دے، یہاں تک کہ طلبہ کو وہ جملے ذہن نشین ہوجائیں۔

اور تکلم میں عربی لہجہ اور حروف کی ادائیگی درست کرنے پر خاص توجہ دی جائے۔

اسی طرح ان کو خطابت سکھائی جائے، طلبہ کو کہا جائے کہ وہ تیاری کرکے کسی ایک عنوان مثلاً قرآن، نماز وغیرہ پر تقریر کریں۔

گرائمر:

گرائمر: عربی گرائمر دو حصوں میں ہے: پہلا حصہ صرف، دوسرا حصہ نحو کا ہے۔ مبتدی کو صرف ونحو میں صرف ضروری چیزیں سکھلائیں، انہیں قواعد کی باریکیوں میں نہ الجھایا جائے، ورنہ عربی بولتے یا لکھتے وقت اس کا ذہن زیادہ تر انہیں باتوں میں الجھ کر رہ جائے گا، ممکن ہے کہ وہ انہیں مشکل سمجھ کر چھوڑ دے۔ قواعد سے زیادہ ان کو مشق اور تمرین کرانا ضروری ہے اور تمرین کے لئے عربی عبارات سامنے رکھی جائے اور اس کے متعلق صرفی، نحوی قاعدے پوچھے جائیں۔ جتنی زیادہ عملی مشق ہوگی، اتنا ہی قواعد میں پختگی آئے گی، اس لئے کہ قواعد کا مقصد ہی ان کو استعمال میں لانا ہے، اگر ایک طالب علم صرف ونحو کے قواعد تو ازبر کرلے، لیکن اس کو استعمال میں نہ لا سکے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، اس کے برخلاف ایک عرب داں جو صرف نحو سے ناواقف ہے، وہ عربی عبارات کو اور ان کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے اور اسے بغیر سوچے سمجھے بول بھی لیتا ہے۔

قرأت:

عربی زبان سیکھنے والے مبتدی کو ابتداء میں کوئی آسان کتاب پڑھائی جائے۔ عربی زبان سیکھنے کے لئے چند ابتدائی کتابیں یہ ہیں:

"الطریقة العصریة، العربیة بین یدیک، العربیة للناشئین، دروس اللغة العربیة، معلم الإنشاء" وغیرہ۔

کثرت سے عربی کتب کا مطالعہ کیا جائے، شروع میں تو مشکل پیش آئے گی، لیکن ایک وقت آئے گا کہ مطالعہ کرنا آسان ہوجائے گا۔ عربی سیکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی وہ مطالعہ کرے یا کچھ لکھے تو اس کے پاس عربی لغت کی کتاب موجود ہو اور وہ لغت سے استفادے کا طریقہ بھی جانتا ہو۔

ترجمہ:

ترجمہ بھی ایک اہم جز ہے، ترجمہ کرنے والے کے لئے دونوں زبانوں پر عبور ضروری ہے، مثلاً اردو میں ترجمہ کرنا ہے تو عربی سے واقفیت ضروری ہے اور عربی کے اردو ترجمہ کو جس محاورے اور اسلوب میں ڈھالا جائے گا اس کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے، اسی طرح کسی زبان کا ترجمہ کرنے کے لئے جو اصول وقواعد متعین ہیں ان قواعد سے بھی واقف ہونا ضروری ہے یعنی ترجمہ نگاری کے فن سے بھی واقف ہونا چاہئے۔

کتابت:

طلبہ کو وقتاً فوقتاً مختلف عنوانات پر مضامین لکھنے چاہئیں۔ عربی کتابت کے لئے ضروری ہے کہ وہ طالب علم عربی لغت اور الفاظ کا ذخیرہ رکھتا ہو، لہٰذا "القاموس الجدید" وغیرہ اپنے پاس رکھیں اور طالب علم کو عربی اسلوب سے واقف کرائیں، مثلاً: فعل، فاعل، مبتدا، خبر، صفت موصوف میں سے کونسا پہلے آئے گا، کونسا بعد میں۔ اسی طرح استعداد پیدا کرنے کے لئے ابتداء میں آسان اردو مضامین کی عربی بنائیں۔

بلاغت کو ہم نے یہاں ذکر نہیں کیا، اس لئے کہ مبتدی کو بلاغت کے مشکل مباحث سکھانا اس کے لئے مزید مشکلات پیدا کرنے کے مترادف ہے، اس لئے جب تک طلبہ آسان عربی مضامین کا ترجمہ نہ کرسکیں اور ابتدائی بول چال اور کچھ لکھنے پر قادر نہ ہوں تو اس وقت تک ان سے مشکل عبارات پڑھانے اور ان کو حل کرانے سے اجتناب برتنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ وہ مشکل عبارات کو تو کسی طرح حل کرلیں، لیکن دورہ حدیث تک پہنچتے اور مشکل عبارات حل کرتے کرتے آسان چیزیں درمیان میں چھوڑ جائیں۔ اور اسی طرح ایسے طلبہ صرف ونحو کے پیچیدہ مسائل میں الجھ کر آسان اور سیدھی باتوں کو بھی مشکل اور دشوار سمجھنا شروع کردیتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں جب تک میں ان مسائل کو نہ سلجھالوں، نہ میں عربی بول سکتا ہوں، نہ لکھ سکتا ہوں۔

عربی کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر طلبہ کے لئے ابتدائی ایک دو سال میں تعلیم عربی زبان میں مختص کردینا چاہئے، ورنہ کم از کم درس نظامی کے ابتدائی درجات میں ایک گھنٹہ عربی تکلم کے لئے خاص کردیا جائے تو کسی حد تک اس کمی کو دور کیا جاسکتا ہے۔

اگر کثرت سے مطالعہ کیا جائے اور تکلم پر زور دیا جائے، تو انشاء اللہ! اپنے مقصد میں ہم ضرور کامیاب ہوجائیں گے۔ ☆☆☆

سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کورس فیصل آباد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی تشریف آوری اور اجتماعات سے خطاب

رپورٹ: مولانا عبدالرشید غازی

فیصل آباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد صدیقیہ ڈھڈی والا میں ۱۰،۱۱، ۱۲ر فروری مغرب سے عشاء تک تحفظ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ کورس کا آغاز بعد نماز مغرب ہوا۔ افتتاحی تقریب سے مولانا سیّد خبیب احمد شاہ نے خطاب کیا۔ عنوان تھا عقیدۂ ختم نبوت۔

۱۱ر فروری بعد نماز مغرب مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے امام مہدی علیہ الرضوان کی علامات بیان کیں اور مرزا قادیانی کا دعویٰ مہدویت اور اس کا بطلان کیا۔

۱۲ر فروری بعد نماز مغرب کورس کی آخری نشست منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ’’مسئلہ ختم نبوت: علم وعقل کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا۔

۱۳ر فروری صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد الخیر اقصیٰ ٹاؤن میں درس حدیث دیا۔

دوپہر کا کھانا: رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کے پڑپوتے مولانا حماد الرحمن لدھیانوی کی دعوت پر جامعہ ملیہ محلہ خالصہ کالج میں کھانا تناول کیا۔ مولانا حماد الرحمن کے والد گرامی مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی زیدمجدہ فرزند ارجمند ہیں مولانا انیس الرحمن لدھیانویؒ کے جو قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ مرحوم کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ عزیزم حماد الرحمن لدھیانوی سلمہ نے بتلایا کہ جس کمرہ میں بیٹھ کر آپ لوگ کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اس حجرہ میں حضرت رائے پوریؒ قیام پذیر رہے اور حضرت رائے پوریؒ کی نسبت سے امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مفکر اسلام مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ بارہا تشریف لائے۔ حضرت مولانا انیس الرحمن لدھیانویؒ، حضرت جالندھریؒ کی دعوت پر مجلس کی مرکزی شوریٰ کے ممبر بھی مقرر ہوئے۔ شوریٰ کا اجلاس طے شدہ تھا کہ مولانا جالندھریؒ انتقال فرماگئے۔ چنانچہ مولانا کی وفات کے بعد شوریٰ کی میٹنگ میں مولانا شریک ہوئے لدھیانوی خاندان کے علماء کرام ’’علماء لدھیانہ‘‘ نے مرزا قادیانی کے کفر پر سب سے پہلا فتویٰ صادر کیا۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ مجلس احرار اسلام کے بانیوں میں سے تھے۔ استخلاص وطن کے لئے سالہا سال جیل میں گزارے۔ قادیان میں مجلس احرار اسلام نے دفتر قائم کیا تو مولانا لدھیانوی آل انڈیا مجلس احرار اسلام کے صدر محترم تھے۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں بھی پابند سلاسل رہے۔ ثانی مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی ماہنامہ ملیہ کے نام سے تحقیقی رسالہ شائع کرتے ہیں، جس میں عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں علماء لدھیانہ اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کی خدمات کو اجاگر کررہے ہیں۔

جامعہ عبیدیہ میں حاضری: پیر طریقت سیّدی و مرشدی حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم نے جامعہ عبیدیہ کے نام علامہ اقبال کالونی فیصل آباد میں مدرسہ قائم کیا، جس میں دورۂ حدیث سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں، ساتھ ہی خانقاہ قائم کی جس میں ہر بدھ کو بعد نماز مغرب مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے، جس میں حضرت والا کے مریدین سینکڑوں کی تعداد میں شامل ذکر ہوتے ہیں۔ مجلس ذکر کے اختتام پر قادری راشدی سلسلہ کے مطابق ذکر جہر کرایا جاتا ہے۔ نیز ہر روز طلباء صبح کی نماز سے پہلے ذکر جہر کرتے ہیں۔ حضرت الشیخ کے سفر عمرہ پر ہونے کی وجہ سے زیارت نہ ہوسکی، البتہ حضرت الشیخ کے فرزند ارجمند مولانا سیّد محمد زکریا سے ملاقات ہوئی اور انہیں آج رات بعد نماز عشاء محلہ مصطفیٰ آباد میں منعقد ہونے والی سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، جسے موصوف نے قبول کیا۔

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس مصطفیٰ آباد: مصطفیٰ آباد کا محلہ زرعی یونیورسٹی کے بالمقابل واقع ہے جس میں تقریباً ۲۵۰ گھر قادیانیوں کے ہیں۔ قادیانی مختلف گلیوں کی نکڑ پر بیریل لگا کر راستہ بند کردیتے تھے، جس سے اہل محلہ کو پریشانی ہوتی تھی، اہل محلہ کی پریشانی کو سامنے رکھتے ہوئے مجلس کا یونٹ قائم کیا گیا، مقامی یونٹ کے ذمہ دار نوجوان متحرک اور فعال ہیں، ہر سال ختم نبوت کانفرنس کے نام سے اجتماع منعقد کرتے ہیں۔ امسال بھی ۱۳ر فروری کو بروز جمعرات بعد نماز عشاء گلی نمبر ۳ میں کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت فیصل آباد مجلس کے نائب امیر حضرت سیّد ناصر فاروق شاہ نے کی۔ تلاوت کی سعادت قاری فیض اللہ نے حاصل کی۔ کانفرنس سے متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن، شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،

مخدوم زادہ سید محمد زکریا شاہ، سید خبیب احمد شاہ، مولانا غلام محمد نے خطاب کیا، جبکہ نعت کی سعادت جناب قاری محمد سعید، صاحبزادہ طلحہ محمود ہمدانی بن مولانا سید محمد اشرف ہمدانی نے حاصل کی۔ تلاوت کی سعادت ڈاکٹر قاری صولت نواز، صاحبزادہ طلحہ محمود ہمدانی اور قاری فیض اللہ نے حاصل کی۔ فیصل آباد کے جامعات کے درج ذیل اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ جامعہ الحسنین کے شیخ الحدیث مولانا محمد عبیداللہ، جامعہ امدادیہ کے استاذ الحدیث مولانا مفتی محمد اعجاز، دارالقرآن کے مولانا محمد یونس، جامعہ طیبہ مولانا مفتی محمد شعیب قاری سیف الرحمن، جامعہ عبداللہ بن مسعود کے مولانا حفظ الرحمن بنوری، جامعہ مدینۃ العلم کے استاذ الحدیث مولانا غلام محمد و دیگر جامعات کے منتظمین نے بھرپور شرکت کی۔ کانفرنس کا انتظام مصطفیٰ آباد یونٹ نے کیا۔ مولانا انیس الرحمن امیر، مفتی نذیر احمد، حافظ محمد حارث، مولانا مقصود احمد، مولانا محمد مجاہد، مولانا غلام مصطفیٰ، ملک محمد طاہر، محمد عابد پوری اور محمد عبداللہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ☆☆

قادیانی نہ صرف دین اسلام بلکہ پاکستان کے آئین کو نہ مان کر ملک کے بھی غدار ہیں: حافظ حسین احمد

لاہور (رپورٹ: مولانا عبدالنعیم) افغانستان سے ناکام ہو کر امریکہ نکلنے کی ذلت پر پردہ ڈالنے کے لیے ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دینے کی قادیانیوں کو ذمہ داری سونپ رکھی ہے۔ قادیانیوں کو پارلیمنٹ سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا تمام مسالک کے علماء اور عوام کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ شاید سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی بخشش اسی سے ہو جائے۔ قادیانیت کی سرکوبی امت مسلمہ کی عظیم ترین ذمہ داری ہے۔ پاکستان اس کا متحمل نہیں کہ ملک میں فرقہ واریت کو ہوا دی جائے۔ امت کا اکٹھے ہو کر نفاذ شریعت کے لیے کوشش کرنا پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو چکا ہے۔ آئین پاکستان اس بات کا متقاضی ہے کہ ملک سے سود کی لعنت کو فی الفور ختم کر دیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار گزشتہ رات جامعہ حنفیہ قادریہ چوک یادگار شہیداں جی ٹی روڈ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور انجمن خدام الاسلام کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی سیرۃ خاتم الانبیاء کانفرنس سے علماء کرام نے اپنے بیانات میں کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سابق سینیٹر حافظ حسین احمد نے کہا کہ امریکہ افغانستان سے ناکام ہو کر نکلنے کی خفت کو مٹانے کے لیے ملک عزیز پاکستان میں ڈیرے ڈال کر یہاں کے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لیے فرقہ واریت کو ہوا دے رہا ہے۔ اس کے لیے ہزاروں ڈالر نہیں بلکہ لاکھوں ڈالر خرچ کر کے دہشت گردی کروا رہا ہے۔ اس دہشت گردی کی نگرانی کرنے والے قادیانی ہیں۔ قادیانی صرف دین کے غداری نہیں بلکہ ملک پاکستان کے آئین کو نہ مان کر ملک کے بھی غدار ہیں۔ حکومت وقت کو ان پر غداری کا مقدمہ چلانا چاہیے۔ ممتاز عالم دین اور مذہبی سکالر مولانا علامہ زاہد الراشدی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ مدارس دین اسلام کے قلعے ہیں۔ یہ مدارس ہی ہیں جن کی وجہ سے دین اسلام لوگوں میں آج موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ سود اسلامی شریعت میں حرام ہے اور آئین پاکستان میں اس کو ختم کرنے کا آرڈر پایا جاتا ہے۔ حکمران یو بی ایل کی طرف سے دس سال پرانی درخواست واپس لیں جس میں سودی نظام کے بارے میں مہلت مانگی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کا ایک مشترکہ جدوجہد کا ایک پلیٹ فارم "تحریک انسداد سود" معرض وجود میں آ چکا ہے جس پر آہستہ آہستہ کام آگے بڑھ رہا ہے۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی مرکزی سیکرٹری جنرل جے یو آئی (س) نے کہا کہ جامعہ حنفیہ قادریہ ہمارے بزرگ اور حضرت لاہوریؒ کے شاگرد خاص اور ان کے مشن کے محافظ حضرت مولانا محمد اسحٰق قادری کی یادگار ہے۔ جس کو ان کے جانشین مولانا قاری جمیل الرحمن اختر لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو طالبان کے ساتھ مذاکرات کے آپشن کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن سامنے نہیں رکھنا چاہیے۔ اس سے مزید حالات خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ جمیعت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا امجد خان نے کہا کہ ہم مدارس کے تحفظ کے لیے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے کا عزم کرتے ہیں اور ہماری قیادت وفاق المدارس کے ساتھ "تحفظ مدارس دینیہ" کے لیے چلنے والی تحریک کا ہراول دستہ ہو گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانی کہتے تھے کہ اگر 1974ء والی پارلیمنٹ کی کارروائی سامنے آ گئی تو ملک میں آدھی آبادی قادیانی ہو جائے گی لیکن ہم نے اس کارروائی کو چھاپ دیا ہے۔ جس کو پڑھ کر قادیانی مسلمان ہو جائیں گے۔ کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا جمیل الرحمن اختر، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا قاسم گجر، مولانا عبیداللہ انور، مولانا عبید الرحمن معاویہ، مولانا محمد زبیر جمیل، خبیب الرحمن و دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں بڑی تعداد میں علماء کرام سول سوسائٹی کے افراد اور دیگر حضرات نے بھی شرکت کی۔

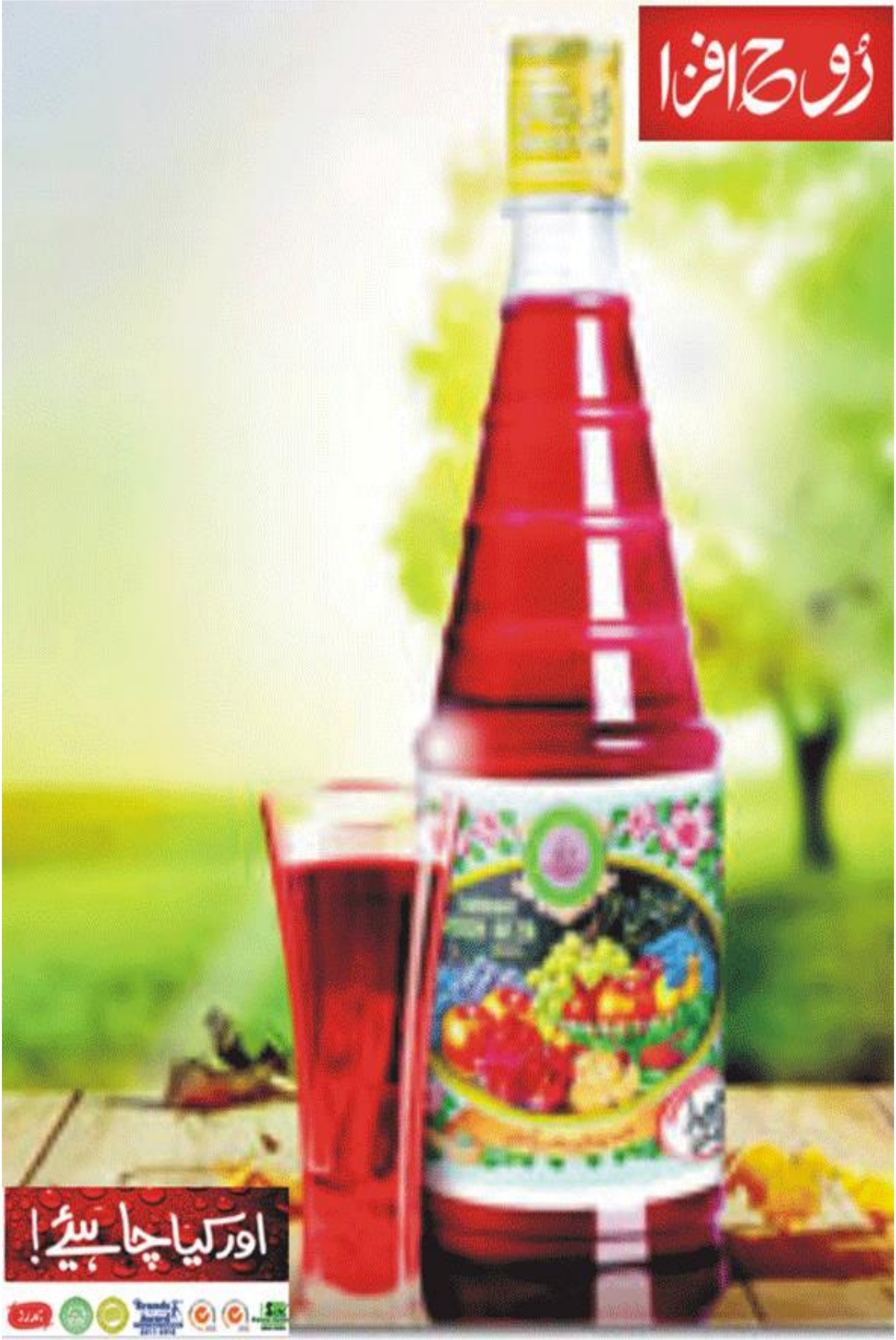
روح افزا
اور کیا چاہیے!

بقیہ: .... اداریہ

قادیانیوں کے خلاف کی گئی قانون سازی ختم کرائی جائے گی۔تقریب میں یہ بھی کہا گیا کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان جو کہ قادیانی تھے وہ ۱۹۴۵ء سے اسرائیل یہودی تحریک سے رابطہ میں رہے اور قیام پاکستان کے بعد جب فلسطین کا مسئلہ آیا تو بھی انہوں نے اسرائیل کی مدد کی تھی لہٰذا اب قادیانیوں کو تنہا نہیں چھوڑا جاسکتا......“ (روزنامہ امت کراچی، ۶؍مارچ ۲۰۱۴ء)

ان امریکیوں اوران کے ایجنٹ قادیانیوں کو یادرکھنا چاہئے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اسلام کی روح کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ روح جب تک قائم ہے، اس وقت تک ہر مسلمان کے لئے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کا تحفظ کرتا رہے گا۔اگر اس کے لئے جان بھی قربان کرنا پڑے تو ہر مسلمان اس کو اپنے لئے سعادت ہی سمجھے گا۔یہ صرف مسلمان ہی نہیں کہتے بلکہ یہودی بھی یہ بات مانتے ہیں، جیسا کہ ایک یہودی کہتا ہے کہ ”میں پانچ سال کی مسلسل ریسرچ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں: مسلمان اسلام سے زیادہ اپنے نبی سے محبت کرتے ہیں، یہ اسلام پر ہر حملہ برداشت کرجاتے ہیں لیکن یہ نبی کی ذات پر اٹھنے والی کوئی انگلی برداشت نہیں کرتے۔“ اس لئے ان امریکیوں کو چاہئے کہ وہ اب قادیانیوں کی پشت پناہی چھوڑ دیں۔اسلام کا صحیح مطالعہ کرکے خوددائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں انشاء اللہ اس سے تمہاری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی بن جائے گی۔

....

ستمبر ۲۰۱۲ء میں سام بسیل یہودی نے ایک سو یہودی اداروں کی شرکت، پانچ ملین ڈالر کی مالیت اور امریکی پادری ٹیری جونز کی ہدایت اور شرارت سے شان اقدس کے خلاف بنائی جانے والی دل آزار فلم یوٹیوب پر اپ لوڈ کی تھی اور بار بار اس ادارے کو متنبہ کرنے کے باوجود آزادی اظہار رائے کی آڑ میں اس نے اس کو ہٹانے سے انکار کردیا تھا، جس پر دنیا بھر میں احتجاج کیا گیا اور اس میں کئی ممالک میں امریکی سفارت خانوں پر حملے بھی ہوئے اور کئی لوگ اس میں کام آئے۔ایک امریکی عدالت نے یہ فلم یوٹیوب سے ہٹانے کا حکم صادر کردیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ یہ آزادی اظہار رائے کے قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے، پوری خبر ملاحظہ ہو:

”نیویارک (جنگ نیوز) امریکا کی اعلیٰ عدالت نے گوگل کو اسلام مخالف فلم یوٹیوب سے ہٹانے کا حکم دے دیا۔اداکارہ سنڈی لی گارشیا نے امریکی سرکٹ کورٹ میں فلم کے خلاف درخواست دائر کی تھی۔گارشیا نے عدالت میں موقف اختیار کیا کہ فلم میں شامل کلپ انہوں نے کسی اور فلم کے لئے بنایا تھا اور اس میں ان کی آواز کو تبدیل کیا گیا، جس کی وجہ سے انہیں جان کا خطرہ لاحق ہے۔نیویارک میں اپیل کورٹ نے سماعت کے دوران کمپنی کے اس موقف کو تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ اسلام مخالف فلم کو ہٹانے سے امریکا میں آزادی اظہار رائے کے قانون کی خلاف ورزی ہوگی۔تین میں سے دو ججز نے کمپنی کے موقف کو خارج کرتے ہوئے اسے اسلام مخالف فلم ہٹانے کا حکم جاری کردیا۔

گارشیا کی وکیل سرس آرمتا نے عدالت کے فیصلے پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ عدالت کی جانب سے متنازع مواد کو ہٹانے کا حکم ایک درست فیصلہ ہے۔واضح رہے کہ مذکورہ اسلام مخالف فلم کے خلاف پاکستان سمیت دنیا بھر میں کروڑوں مسلمانوں نے امریکا کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار کیا تھا اور گوگل سے فلم کو یوٹیوب سے ہٹانے کا مطالبہ کیا تھا تاہم اس کے انکار کے بعد پاکستان، بنگلہ دیش، سوڈان اور کئی اسلامی ممالک میں یوٹیوب پر پابندی عائد کردی گئی تھی۔مذکورہ فلم کے ردعمل میں لیبیا میں امریکی سفارتخانے پر حملے میں چار امریکیوں کو قتل کردیا گیا تھا جبکہ مشرق وسطیٰ اور افریقی ممالک میں بھی امریکی سفارت خانوں کو نقصان پہنچایا تھا۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲۷؍فروری ۲۰۱۴ء)

ہم انصاف پسند مغربی حلقوں سے یہ کہنا چاہیں گے کہ جس طرح انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے عدالت کا یہ فیصلہ آیا ہے، اسی طرح آزادی اظہار رائے کی بھی حدود وقیود مقرر فرمادیں، تاکہ اس کی آڑ میں کسی بھی جنونی یہودی، عیسائی یا کسی کافر کو اسلام، پیغمبر اسلام، یا کسی بھی نبی کے خلاف بغض وعداوت نکالنے کا موقع نہ ملے اور دنیا امن وامان اور سکون واطمینان کا نمونہ بن جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

مولانا شجاع آبادی کے شیخوپورہ میں دعوتی واصلاحی خطاب

رپورٹ: ریاض احمد وٹو

خطبہ جمعہ فاروق آباد:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۴ فروری کو فاروق آباد تشریف لائے، جہاں آپ نے گنبد والی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر خطاب کیا۔

مولانا محمد یعقوب ربانی کی عیادت:

جامعہ اسلامیہ فاروق آباد کے بانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی مدظلہ کافی عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں۔ مولانا شجاع آبادی نے راقم الحروف کی معیت میں مولانا محمد یعقوب ربانی مدظلہ کی عیادت کی۔ مولانا ربانی نے کہا کہ کافی عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہوں۔ قارئین سے دعاؤں کی درخواست کریں۔ مولانا شجاع آبادی، مفتی طاہر نوید کی دعوت پر فاروق آباد تشریف لائے تھے۔

جامع مسجد عائشہ میں ختم نبوت کنونشن:

مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد عائشہ جنڈیالہ شیر خان روڈ شیخوپورہ میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس میں جامع مسجد عیدگاہ کے خطیب مولانا ضیاء الرحمن اور جامعہ توحیدیہ کے خطیب مولانا قاری محمد رمضان اور شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ کنونشن کی صدارت قاری محمد الیاس ناظم اعلیٰ مجلس شیخوپورہ نے کی۔ کنونشن عشاء کی نماز تک جاری رہا، بعد نماز عشاء قاری محمد الیاس نے شرکاء کے اعزاز میں عشائیہ دیا۔

جامع مسجد ہاؤسنگ اسکیم میں درس:

۱۵ فروری صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ہاؤسنگ اسکیم میں مولانا شجاع آبادی نے ’’فتنوں کا تعاقب‘‘ کے عنوان پر درس دیا، جس میں تقریباً ایک سو سے زائد حضرات نے شرکت کی۔

جامعہ فاروقیہ شیخوپورہ میں خطاب:

۱۱ بجے قبل از دوپہر مولانا شجاع آبادی نے جامعہ فاروقیہ کے طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء دیوبند نے من حیث الجماعت قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا۔ تحریر وتقریر کے ذریعہ قادیانیوں کو چاروں شانے چت کیا۔ علماء دیوبند کے نام لیوا ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ قادیانیت سمیت تمام باطل طبقات کا تعاقب کریں، مولانا نے طلبا کرام کو شعبان المعظم میں جامعہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہونے والے کورس میں شرکت کی دعوت دی، جس پر طلبا نے شرکت کا وعدہ کیا۔

دارالعلوم جوتیاں والا موڑ کے قاری ابوبکر زیدمجدہ ہمارے قاری محمد ابراہیم مہتمم جامعہ طیبہ فیصل آباد کے فرزند ارجمند ہیں اور شیخوپورہ میں تجوید وقرأت اور حفظ وناظرہ کی معیاری درسگاہ چلا رہے ہیں، انہوں نے مبلغین ختم نبوت کے اعزاز میں ظہرانہ دیا جس میں راقم الحروف کے علاوہ مولانا امتیاز احمد کشمیری نے بھی خصوصی شرکت کی۔ قاری محمد ابوبکر چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کے تقسیم طعام کے انچارج ہیں ہر سال رضا کارانہ طور پر اپنے تلامذہ سمیت کانفرنس میں شرکت کرتے ہیں اور عمومی طعام کی تقسیم کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔

مولانا محمد انور مدظلہ کی خدمت میں:

مولانا محمد انور مدظلہ، حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خادم مولانا محمد صابرؒ کے فرزند نسبتی ہیں۔ فیکٹری ایریا تھانہ کوٹ عبدالمالک کے متصل دینی ادارہ چلا رہے ہیں، روحانی معالج بھی ہیں۔ مولانا شجاع آبادی سے تقریباً پچیس سال سے دینی تعلقات اور جماعتی روابط ہیں۔ ظہرانہ سے فارغ ہوکر مولانا محمد انور مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی۔ مولانا موصوف نے مولانا شجاع آبادی کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ چائے وغیرہ سے مبلغین ختم نبوت کی تواضع کی۔

جامعہ فاروقیہ میں درس:

مولانا قاری غلام مصطفی مدظلہ بھی مولانا محمد صابرؒ کے فرزند نسبتی ہیں ان کی دعوت پر بعد نماز مغرب درس قرآن کے اجتماع سے خطاب کیا۔ موصوف بنات اسلام کی تعلیم کے سلسلہ میں عالیہ تک جامعہ چلا رہے ہیں، قبل عشاء مبلغین کرام لاہور تشریف لے گئے۔

شرق پور شریف میں ختم نبوت کانفرنس:

۱۹ فروری کو بعد نماز عشاء جامع مسجد میاں شیر محمدؒ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت حافظ سلمان کنوینر مجلس شرق پور نے کی۔ کانفرنس سے مولانا قاری غلام مصطفی قاری کوٹ عبدالمالک، مولانا عزیزالرحمن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مولانا ثانی نے اعلان کیا کہ مجلس کی باقاعدہ تشکیل تک حافظ سلمان مجلس کے کنوینر ہوں گے۔ عنقریب ممبرسازی کی تکمیل کے بعد مجلس کی باضابطہ تشکیل کرائیں گے۔ کانفرنس کا انتظام مولانا قاری محمد اسحاق تونسوی اور ان کے رفقاء نے کیا۔ شرق پور میں داخل ہوتے ہی وفد نے عاشق ربانی، شیر

یزدان حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ کے مزار پر حاضری دی۔ حضرت میاں صاحب سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم شیخ طریقت تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت میاں صاحبؒ کے متعلق لکھا ہے کہ مادر زاد ولی تھے۔ مذہباً حنفی، طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ رکھتے اور عقائد بھی وہی رکھتے تھے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تھے۔ اہل السنۃ والجماعت کے جملہ عقائد آپ کے عقائد تھے۔ علماء دیوبند میں امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ آپ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ چنانچہ ''خزینۂ معرفت'' جو آپ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے، میں آپ کے سوانح نگار صوفی محمد ابراہیم قصوریؒ لکھتے ہیں:

''مولانا مولوی انور علی شاہ صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوریؒ شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے، پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا، موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لئے تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے حضرت میاں صاحبؒ سے کہا ''آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں'' آپ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کرکے واپس مکان پر تشریف لے آئے، بعدازاں آپ نے بندہ سے فرمایا: شاہ صاحب! بڑے عالم ہوکر اور پھر میرے جیسے خاکسار سے فرمارہے تھے، میری کمر پر ہاتھ پھیردیں اور حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ: دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک شاہ صاحبؒ ہیں۔'' (خزینۂ معرفت، ص:۳۸۴)

حضرت میاں صاحب کا یہ ملفوظ گرامی خزینۂ معرفت کے پہلے ایڈیشن میں سے لیا گیا ہے، بعد والے ایڈیشنوں سے صاحبزادگان نے حذف کرادیا۔ اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور کے بانی جناب انور احمد شہیدؒ کو کہ انہوں نے پہلے ایڈیشن کا عکس لے کر خوبصورت جلد کے ساتھ شائع کیا۔ اس وقت مکتبہ سلطان عالمگیر کا مطبوعہ ایڈیشن زیر نظر ہے، جو پہلے ایڈیشن کا عکس اور نقل مطابق اصل ہے۔ ☆☆

مولانا شجاع آبادی کے ڈیرہ غازی خان میں تبلیغی پروگرام

ڈیرہ غازی خان (مولانا محمد اقبال میلسوی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ایک روزہ تبلیغی دورہ پر ۲۶؍فروری کو ڈیرہ غازی خان تشریف لائے۔

جامعہ فاروقیہ میں ۱۱ بجے صبح اقرأ خدام القرآن کے زیر تربیت ۶۰ اساتذہ کرام سے ''عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی اساس'' کے عنوان پر خطاب کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بطلان کو قرآن و سنت سے ثابت کیا۔

مولانا غلام رسول سے اظہار تعزیت:

جامعہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول مدظلہ سے ان کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔ اس موقع راقم الحروف کے علاوہ مولانا غلام اکبر ثاقب، مولانا مفتی عمر فاروق تخی سرور، مولانا عبدالستار تخی سرور بھی موجود تھے۔ اقرأ خدام القرآن کے ناظم مولانا محمد اشرف نے ختم نبوت کے مبلغین کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

دارالقرأ کوٹ ہیبت کے جلسہ سے خطاب:

بعد نماز ظہر مدرسہ دارالقرأ کوٹ ہیبت میں مہتمم قاری محمد اسماعیل کی دعوت پر منعقدہ جلسہ سے مولانا محمد یوسف بہزاد، راقم الحروف اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ صدارت مولانا عبدالرحمٰن نے غفاری امیر مجلس ڈیرہ غازی خان نے کی۔ بعد نماز عصر جامع مسجد بلال چوک چوربٹہ میں درس قرآن کے اجتماع سے مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مولانا عبدالرحمٰن غفاری نے خصوصی شرکت کی۔ بعد نماز مغرب، جامع مسجد الفرحان میں درس قرآن پاک دیا، درس میں مولانا عبدالعزیز خیرآبادی بھی شریک ہوئے۔ مولانا انعام اللہ نے مولانا شجاع آبادی کے اعزاز میں عشائیہ دیا، جس میں مولانا عبدالرحمٰن غفاری، مولانا غلام اکبر ثاقب بھی خصوصی طور پر شریک ہوئے۔

رات کا قیام:

مولانا شجاع آبادی نے رات کا قیام جامعہ تعلیم الاسلام للبنات بصیرہ ضلع مظفرگڑھ میں کیا۔ جہاں مولانا محمد موسیٰ، مولانا مفتی عطاء اللہ اور مجلس کے سابق مبلغ مولانا خلیل اللہ سے ملاقات کی۔

حکیم العصر محدثِ دوراں
ولیِ کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا **عبد المجید** لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تاریخی عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

مقام

جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ لاہور

12 اپریل 2014 بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب

مولانا سید محمود میاں

عزیز احمد

مفتی محمد حسن

مولانا مفتی سعید الحسن

ملک کے جید علماء، مشائخ، عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت لاہور

0300-4304277
0321-9496702
0300-4279021
0322-4410730